

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إِنَّهُ آوَى الْقَرْيَة

الحکم

چہ گویم بادگرائی چہادر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والے لوگونسے ۱۲

نمبر (۱۱) | دارالامان قادیان مورخہ ۳۱۔ مارچ ۱۹۰۵ء مطابق ۲۴ محرم سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد (۹)

فہرست مضامین

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ الحمدللہ کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت ہفتہ زیر اشاعت مین بہت اچھی رہی خاندان رسالت اور اہل دار خدا کے فضل و کرم سے بہت اچھی طرح ہین۔

حضرت اقدس نصرۃ الحق لکھ رہے ہین اور صاحبزادہ منظور محمد صاحب اسے چھپوا رہے ہین ۳ جزو کے قریب چھپ چکی ہے۔

۲۔ بزرگان آرت بھی خدا کے فضل سے اچھے ہین حضرت حکیم الامۃ کی صحت رو بہ ترقی ہے اعلیٰ حضرت کی شفقت اور دلی ہمدردی کا کیسا عجیب نمونہ ہے کہ حضرت اقدس التزاماً ہر روز خود حکیم الامۃ کیلئے دوائی طیار کرکے بھیجتے ہین حکیم الامۃ کا حسن اعتقاد بھی ہمارے لئے قابل نمونہ ہے فرماتے تھے کہ حضرت اقدس نے ایک پیالی دوائی کیلئے بھیجی اور فرمایا کہ اسی مین دوا پیا کرو۔ مین بہت ہی پسند کرتا اور عزیز رکھتا تھا کہ اسی پیالی مین دوا پیا کرون کیونکہ حضرت امام حجۃ اللہ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ مگر افسوس وہ پیالی ٹوٹ گئی

۳۔ ۲۹۔ مارچ ۱۹۰۵ء کو اعلیٰ حضرت کو جبکہ آپ دعا کر رہے تھے الہام ہوا۔

سلاماً سلاماً

۴۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ بابو محمد افضل صاحب ایڈیٹر البدر کی موت اخبار کے لئے موت کا باعث نہین ہوئی۔ بلکہ خوش قسمتی سے اخبار کیلئے میرے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب سابق ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام کی خدمات بہم پہونچائی گئی ہین حضرت اقدس علیہ السلام نے بھی اس انتخاب کو پسند فرمایا ہے فی الحقیقت مفتی صاحب ایسا متقی صاحبدل ایڈیٹر البدر کیلئے اگر ملنا نہ ممکن نہ تھا تو محال ضرور تھا۔ مین امید کرتا ہون کہ سرپرستان البدر پوری ہمت اور سعی اسکے قیام کیلئے دکھائین گے۔ خدا کرے کہ مفتی صاحب کی خدمات قوم کیلئے مفید اور بابرکت ہون آمین۔

بہت جلد امید کیجاتی ہے کہ اخبار نئے اہتمام اور نئی شان سے نکلے۔ اسلئے ناظرین گھبرائین نہین۔

۵۔ ڈاکٹر برخوردار خان عیسائی کے سوالات کا جواب انشاء اللہ العزیز الحکم کی اگلی اشاعت مین درج ہوگا۔

۶۔ مدرسہ تعلیم الاسلام یکم اپریل ۱۹۰۵ء سے کھل جائیگا اور شیخ عبدالحق صاحب بی۔ اے مفتی محمد صادق صاحب کی جگہ سکنڈ ماسٹر ہوکر آئینگے شیخ صاحب کا انتخاب اس عہدہ کے لئے بہت ہی موزون اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جائیگا۔

اطلاع

۱۔ یکم اپریل ۱۹۰۵ء سے وہ چٹھیان جو آدہ آنہ کے لفافہ مین جاتی تہین ان کا وزن بجائے ۶ ماشہ کے ۹ ماشہ کیا گیا ہے گویا پہلے کی نسبت ڈیوڑھے وزن کی چٹھی جا سکا کرے گی۔

۲۔ یکم اپریل سے اگر کسی ٹکٹ پر (جو کارڈ یا پیکٹ وغیرہ پر لگایا جاوے گا) کوئی لکیر وغیرہ ڈالی جاوے گی تو وہ ردی ہوکر بیرنگ ہوجاوے گا۔ اسلئے سب صاحب خط و کتابت مین اس امر کی احتیاط کرین۔

سید امیر علیشاہ صاحب ملہم سیالکوٹی کے الہامات

[سید صاحب کو جب سے الہامات کا سلسلہ شروع ہوا ہے انہون نے التزام کر رکھا ہے کہ وہ باملاحظہ حضرت حجۃ اللہ کے ملاحظہ کیلئے انکو تحریری پیش کیا کرتے ہین]

۱۳ مارچ ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مکہ معظمہ مین ہوئی۔ تجلیات الٰہیہ کا ظہور دیکھا۔ تو سجدہ مین گر کر دعا کی ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیداً لاولنا و اٰخرنا و اٰیۃ منک وارزقنا وانت خیر الرازقین۔ پھر دوگانہ نماز ادا کرکے عرض کرتا ہون انزل علینا نوراً مبیناً۔ پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب زمانہ کی حالت بہت ہی نازک ہے ہمین جو تزکیہ نفس کرکے استغفار کی مداومت کریگا اور قال اللہ قال الرسول پر دل سے پابند رہیگا وہ اس روحانی منزل کو طے کرسکیگا اتباع رسول الذین صعوری والابدی

محال است سعدی کہ راہ صفا ٭ توان رفت جز در پے مصطفےٰ

اتنے مین ایک مست نے کہا۔ گلاں نال سہراوین دنیا گمین رب نہ ریجھے سے تھے اوتھے وین جہانین ہنگ کرسوہجے۔

۲۰ مارچ ۱۹۰۵ء۔ حضرت امام غزالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک باغ مین ملاقات ہوئی۔ انہون نے کہا کہ امام مامور من اللہ خلیفۃ اللہ کے ہمراہ بیت اللہ کو چلئے چنانچہ وہان

افضل مرحوم کی آخری تحریر

ذیل میں مین اپنے ناظرین کو تحریک دعا کے لئے افضل مرحوم کی ایک آخری تحریر شایع کرتا ہون یہہ تحریر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تقریر ہے جو اس نے صاف کی تہی + اس تحریر کو شایع کرتے ہوئے مین اپنی ایک رویا کو بہی درج کرنا ضروری سمجہتا ہون جو ۲۵ اور ۲۶ مارچ کی درمیانی رات کو مینے دیکہی مین کیا دیکہتا ہون کہ مرحوم **افضل** کو مین کہین سے ڈہونڈ کر لایا ہون - اس اثنا مین ایک شخص محمد اعظم نام جو یہان قادیان مین خوشنویس ہے ملا ہے اور مجہہ وہ کہتا ہے کہ ایڈیٹر بہی کمال کرتے ہین ایک گم شدہ انسان کو بہی ڈہونڈ نکالا ہے - مین نے **افضل** کو دامن سے پکڑا اور مجہہ پر بہت رقت طاری ہوگئی اور آنسو جاری ہو گئے مینے کہا "یار تیرے مرنے سے مجہہ بہت افسوس ہوا ہے تو زندہ تہا تو ہاتہہ ہی بٹا لیا کرتا تہا" اسپر اسنے کچہہ تبسم سا کیا - پہر مینے پوچہا کہ اچہا تم مر تو گئے مگر یہہ بہی معلوم کیا کہ اسقدر جلد تمہارے مرنے مین کیا سر تہا اس کا جواب اس نے مجہے یہ دیا کہ ہان مینے معلوم کیا ہے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "**تیئون مخلصی دینا منظور تہا**"

پہر مینے پوچہا کہ اچہا اب تمہارا کیا شغل ہے اس کے جواب مین اسنے کہا کہ کچہہ شغل نہین ایک حجرہ مل گیا ہے دعا کرتا رہتا ہون اسپر مینے کہا اچہا اب جبکہ تم دعا ہی کرتے رہتے ہو تو مینے ایک امتحان دینا ہے میرے لئے دعا کرو کہ مین اس مین پاس ہو جاؤن مجہے اس نے انشراح صدر سے جواب دیا ہان مین ضرور دعا کرونگا -

اسکے بعد مین بیدار ہوگیا - اس رویا سے مجہے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے نے اسکو **نجات عطا** فرمائی ہے - اور اس کا خاتمہ بالخیر ہوا - واللہ اعلم بالصواب -

(ایڈیٹر)

تقریر حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام

جناب حافظ غلام رسول صاحب مدرس وزیرآبادی ایک اپنے واجب التعظیم صاحب کو قادیان مین معالجہ کے لئے لائے تہے اور چونکہ انکو حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کی نسبت کچہہ شکوک و شبہات تہے اسلئے حافظ صاحب موصوف نے حضرت اقدس کیخدمت مین اونکے حل کرنیکے لئے عرض کی اسپر حضور علیہ السلام نے ایک ذیل کی مختصر تقریر فرمائی جس سے اون کے شکوک کا اکثر حصہ رفع ہوگیا اور بجائے نفرت کے دلمین محبت پیدا ہوگئی -

مسئلہ نبوت | مجہے ان لوگون کے اعتراضون پر تعجب آتا ہے کہ اعتراض کرتے وقت وہ قرآن شریف کی تعلیم اور اسلام کی عظمت اور پاک تاثیرات کو بالکل جواب دیدیتے ہین - ایک روحانیت ہی ایسی شے ہے کہ جو خاصہ اسلام ہے اور کسی دوسرے مذہب مین نہین ملتی پس اگر شریعت مین روحانیت ہی نہ رہی تو پہر سوائے اساطیر کے اور کیا باقی رہا - جو اہل دل ہین وہ تو سمجہتے ہین مگر جو کودن ہین وہ ان رموز سے بالکل ناواقف ہین جسکو خدا تعالے نے قلب سلیم عطا کیا ہے اور وہ دینی ضرورتون سے واقفیت رکہتا ہے وہ جانتا ہے کہ سلسلہ الہام و وحی کبہی بند نہین ہوتا ہان ایسی وحی جو بجز قرآن کے کوئی ، ورنئی شریعت تجویز کرتی ہے وہ بالکل بند ہے اور جو کوئی اسکا مدعی ہو تو بلا شک و شبہ کافر ہے ہمارا ایمان ہے کہ وہ نبوت ختم ہوگئی لیکن مکالمات و مخاطبات ایسے جس سے ایمان کو ترقی ہوتی ہے وہ جاری ہین اور رہینگے کیونکہ اگر آواز کا سلسلہ ہی بند ہو جاوے تو پہر یقین کامل کا طریق کوئی نہین ہتا ایک بند مکان مین اگر آوازین مارتے رہو اور کوئی جواب نہ آوے تو آخر یہی کہوگے کہ اس مین کوئی نہین پس اسی طرح اگر خدا سے کوئی آواز نہ آوے تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ وہ ہے بہی - پہر ہم پوچہتے ہین کہ اگر یہہ سلسلہ الہام اور وحی کا بند ہوگیا ہوا ہے تو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کو نماز مین تکرار کرنے کا فائدہ کیا ہے - کیونکہ منعم علیہ گروہ مین تو انبیاء بہی ہین اور دوسرے صلحاء وغیرہ جنپر خدا نے انعام وحی کیا تہا اور وہ تو اب ہوتی نہین تو پہر اس دعا کا کیا فائدہ - یہ تو ظاہر ہے کہ انبیاء اور رسل پر انعام الٰہی مال و دولت کے رنگ مین نہین ہوتے اور نہ وہ ان باتون کے لئے دنیا مین آتے ہین بلکہ اسکے برعکس فقر و فاقہ کو پسند کرتے ہین تو آخر پہر ماننا پڑیگا کہ صرف مکالمات اور مخاطبات الٰہی کا انعام ہی اونپر تہا اور قرآن شریف سے بہی یہی ظاہر ہے تو اب اوسکا سلسلہ منقطع کرنا کسقدر کفر کی بات ہے - علاوہ اسکے ہمین باوجود اس ایمان کے کہ یہہ امت خیر الامت ہے یہہ بہی ماننا پڑیگا کہ بنی اسرائیل کی عورتین اس امت کے مردون سے بدرجہا اچہی ٹہیرین کیونکہ موسےٰ علیہ السلام کی مان سے خدا تعالے نے کلام کی اور اسکو وحی کی پہر بتلاؤ کہ جب اس امت کے رجال اسرائیلی امت کی عورتون کی مانند بہی نہ ہوئے حالانکہ برابر ہونے چاہئیں تو اسکا نام **خیر الامت** کی جگہ **شر الامت** ہوا یا کہ نہین اور یہہ کفر ہے یا کہ نہین -

ایمان کا ستون تو یقین ہے اور وہ وحی اور الہام سے حاصل ہوتا ہے پہر جب وحی نہ رہی اور صرف باتین اور قصے ہی رہ گئے اور آسمانی اور روحانی امور بالکل نہ رہے تو رہا کیا - قاعدہ کی بات ہے کہ انسان کے ہاتہہ مین جب تک کسی بات کی نظیر (نمونہ) نہ رہے تو رفتہ رفتہ وہ اوس سے منکر ہو جاتا ہے اسی لئے خدا تعالے نے اسلام مین یہہ انتظام کیا ہے کہ اسمین صاحب الہام و وحی ہوتے رہتے ہین تا کہ ان نمونون کو دیکہکر تجدید ایمان ویقین ہمیشہ تر و تازہ رہے - ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون کے یہہ معنے ہین کہ جن و انسان کو اسلئے پیدا کیا کہ وہ معرفت الٰہی حاصل کرین اب جب کہ آواز ہی خدا کی طرف سے نہ آئی تو پہر معرفت کیا ہوئی اور انسان خلقت سے جو اصل مطلب تہا وہ پورا نہ ہوا - آنحضرۃ صلعم کی بعثت کی بہی بڑی علت غائی یہی تہی کہ معرفت تامہ حاصل ہو - پہر ہم کہتے ہین کہ مکالمہ اور مخاطبہ الٰہی کا ایسا مسئلہ ہے کہ کل اکابرون کا اس سے اتفاق ہے سید عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ بہی یہی کہتے ہین ذرا فتوح الغیب کو دیکہو پہر اوس حدیث کے کیا معنے ہوئے کہ مین اپنے بندے کی زبان ہو جاتا ہون -

الہام رحمانی اور شیطانی مین تمیز کی ضرورت | بعض لوگ یہہ اعتراض پیش کرتے ہین کہ الہام شیطانی بہی ہوتا ہے اور رحمانی بہی مگر ہم کہتے ہین کہ آخر کوئی تمیز بہی ہے یا نہین - اگر کلام رحمانی اور شیطانی مین کوئی تمیز نہ رکہین گے تو پہر وہ بتلادین کہ رحمان کی عزت کیا ہوئی - کیا اون کے نزدیک رحمان اور شیطان مین کوئی فرق ہے یا کہ مساوات ہے اگر فرق ہے تو دونون کے کلام مین کیون فرق تسلیم نہین کرتے - حالانکہ دیکہتے ہین کہ دنیا مین مختلف مدارج کے لوگون کے کلام مین ایک فرق بین ہوتا ہے تو کیا خالق کی کلام مخلوق کی کلام سے بہی اسدرجہ گری ہوئی ہوگی کہ اسمین کوئی تمیز نہ ہوگی - یہی وجہ ہے نہ ہمارا اور کسی اور اکابر دین کا یہ مذہب ہوا ہے کہ رحمانی اور شیطانی الہام ایک ہی صورت رکہتے ہین اگر اس امت مین مامورین و مرسلین نہ آوین تو بتلاؤ کہ اس مین اور دوسری امتون مین فرق کیا ہوا جس طریق سے ہم ملتے ہین اوس طریق سے عظمت قرآن شریف کی اور خاتم الانبیاء کی ظاہر ہوتی ہے تعجب کی بات ہے کہ حضرت موسیٰ کی شریعت پر عمل درآمد کے لئے تو نبی اور رسول مبعوث ہون مگر آنحضرت صلعم کی شریعت ایسی ہوئی کہ کوئی نبی اور رسول اوسپر عمل درآمد کے لئے نہ آوے -

یاد رکہو کہ جس دین مین روحانیت نہ رہے تو وہ قابل جلانے کے ہوتا ہے - اسکی مثال ایسی ہے جیسے باغ مین ایک درخت ہو اور وہ بالکل خشک ہو گیا ہو نہ کوئی پہل دیتا ہے نہ اوسکا سایہ ہے نہ کوئی پہول ہی نکلتا ہے تو آخر باغبان سوائے اسکے اور کیا کریگا کہ اوسے کاٹ کر جلادے کیونکہ اب تو وہ حطب ہے نہ کہ شجر - اور ہمین ان لوگون کی باتون کی پرواہ کیا ہے جو کاروبار آسمانی ہوتا ہے وہ ہوکر رہتا ہے - فقط -

جادو والا مکان | ایک شخص نے دریافت کیا کہ ایک مکان مین جانا چاہتا ہون مگر لوگ کہتے ہین کہ اس مین جنات ہوتے ہین اور جادو کا اثر ہے آپنے فرمایا کہ مومن کے پاس جن اور شیطان نہین آتا -

نہ شہادت نہ جرم | ایک شخص نے بیان کیا کہ ایک احمدی بہائی سرحد پر مارے گئے ہین وہ فوج مین نوکر تہے اور سرحدی لوگ جب اون کے افسر کو قتل کرنے آئے تو وہ پہرہ دے رہا تہا اس لئے اون لوگون نے اوّل اوسے قتل کیا کیا وہ شہید ہے یا کہ نہین آپنے فرمایا کہ شہادت تو اوس موت کا نام ہے جو کہ دین کے لئے ہو باقی اغراض نفسانی کے لئے جو انسان جدوجہد کرتا ہے اور اوس مین کامیاب اور ناکام بہی ہوتا ہے بعض وقت جان بہی جاتی ہے اس لئے اس کو نہ ہم شہادت کہتے ہین اور نہ کوئی گناہ قرار دیتے ہین -

---

معزز ہمعصر اردو اخبار الوصیت پر لکہتا ہے

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کیطرف سے "الوصیت" کے عنوان سے حال ہی مین ایک اشتہار شایع ہوا ہے - جس مین دل سوزی کے ساتہہ خلق خدا کو رجوع الی اللہ کے لئے ترغیب دلائی گئی ہے - ورنہ خدائی غضب کے نازل ہونیکا اندیشہ ظاہر کیا ہے -

ایڈیٹر پیسہ اخبار غور سے پڑہے اور سبق لے -

(ایڈیٹر)

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور پھر اپنی کمزوری اور امداد الٰہی پر یقین کامل کر کے اس معرفت سے حصہ پا لیتا ہے کہ جو خاکسار ال الی اللہ کو دیجاتی ہے اور بلا شبہ جسقدر انسان اس طریقہ کو لازم پکڑتا ہے جسقدر اس پر عمل کرنا اپنا فرض ٹھہرا لیتا ہے جسقدر اسکے چھوڑنے مین اپنی ہلاکت دیکھتا ہے اسیقدر اسکی توحید صاف ہوتی ہے اور اسیقدر عجب اور خود بینی کی آلایشون سے پاک ہوجاتا ہے اور اسیقدر تکلف اور بناوٹ کی سیاہی اس کے چہرہ پر سے اٹھ جاتی ہے اور سادگی اور بھولا پن کا نور اس کے مونہہ پر چمکنے لگتا ہے پس یہ وہ صداقت ہے کہ جو رفتہ رفتہ انسان کو فنا فی اللہ کے مرتبہ تک پہنچاتی ہے یہانتک کہ وہ دیکھتا ہے کہ میرا کچھ بھی اپنا نہین بلکہ سب کچھ مین خدا سے پاتا ہون۔ جہان کہین یہ طریق کسی نے اختیار کیا وہین توحید کی خوشبو پہلی دفعہ مین ہی اسکو پہنچنے لگتی ہے اور دل اور دماغ کا معطر ہونا شروع ہوتا جاتا ہے بشرطیکہ قوت شامہ مین کچھ فساد نہ ہو غرض اس صداقت کے التزام مین طالب صادق کو اپنے ہیچ اور بے حقیقت ہونے کا اقرار کرنا پڑتا ہے اور اللہ جل شانہ کے متصرف مطلق اور مبدء فیوض ہونے پر شہادت دینی پڑتی ہے اور یہ دونون ایسے امر مین کہ جو حق کے طالبون کا مقصود ہے اور مرتبہ فنا کے حاصل کرنے کیلئے ایک ضروری شرط ہے اس ضروری شرط کے سمجھنے کیلئے یہی مثال کافی ہے کہ بارش اگرچہ عالمگیر ہو مگر تاہم اسپر پڑتی ہے کہ جو بارش کے موقعہ پر آ کھڑا ہوتا ہے اسیطرح جو لوگ طلب کرتے ہین وہی پاتے ہین اور جو ڈھونڈتے ہین انہین کو ملتا ہے جو لوگ کسی کام کے شروع کرنے کے وقت اپنے ہنر یا عقل یا طاقت پر بھروسا رکھتے ہین اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ نہین رکھتے وہ اس ذات قادر مطلق کا کہ جو اپنی قیومی کے ساتھ تمام عالم پر محیط ہے کچھ قدر شناخت نہین کرتے اور انکا ایمان اس خشک ٹہنی کیطرح ہوتا ہے کہ جسکو اپنے شاداب اور سرسبز درخت سے کچھ علاقہ نہین رہا اور جو ایسی خشک ہوگئی ہے کہ اپنے درخت کی تازگی اور پھول اور پھل سے کچھ بھی حصہ حاصل نہین کر سکتی صرف ظاہری جوڑ ہے جو ذرا سی جنبش ہوا سے یا کسی اور شخص کے ہلانے سے ٹوٹ سکتا ہے پس ایسا ہی خشک فلسفیون کا ایمان ہے کہ جو قیوم عالم کے سہارے پر نظر نہین رکھتے اور اس مبدء فیوض کو جسکا نام اللہ ہے ہر یک طرفۃ العین کے لئے اور ہر حال مین اپنا محتاج الیہ قرار نہین دیتے پس یہ لوگ حقیقی توحید سے ایسے دور پڑے ہوئے ہین جیسے نور سے ظلمت دور ہے انہین یہ سمجھ ہی نہین کہ اپنے تئین ہیچ اور لاشیئے سمجھ کر قادر مطلق کی طاقت عظمے کے نیچے آ پڑنا عبودیت کے مراتب کی آخری حد ہے اور توحید کا انتہائی مقام ہے جس سے فنا اتم کا چشمہ جوش مارتا ہے اور انسان اپنے نفس اور اس کے ارادون سے بالکل کھویا جاتا ہے اور سچے دل سے خدا کے تصرف پر ایمان لاتا ہے۔ اس جگہ ان خشک فلسفیون کے اس مقولہ کو بھی کچھ چیز نہین سمجھنا چاہیے کہ جو کہتے ہین کہ کسی کام کے شروع کرنے مین استمداد الٰہی کی کیا حاجت ہے خدا نے ہماری فطرت مین پہلے سے طاقتین ڈال رکھی ہین پس ان طاقتون کے ہوتے ہوئے پھر دوبارہ خدا سے طاقت مانگنا تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ ہم کہتے ہین کہ بیشک یہ بات سچ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بعض افعال کے بجالانے کیلئے کچھ کچھ ہمکو طاقتین بھی دی ہین مگر پھر بھی اس قیوم عالم کی حکومت ہمارے سر پر سے دور نہین ہوئی اور وہ ہم سے الگ نہین ہوا اور اپنے سہارے سے ہمکو جدا کرنا نہین چاہا اور اپنے فیوض غیر متناہی سے ہم کو محروم کرنا روا نہین رکھا کہ جو کچھ ہم کو اس نے دیا ہے وہ ایک امر محدود ہے اور جو کچھ اس سے مانگا جاتا ہے اسکی نہایت نہین علاوہ اس کے جو کام ہماری طاقت سے باہر ہین ان کے حاصل کرنے کیلئے کچھ بھی ہمکو طاقت نہین دیگئی اب اگر غور کر کے دیکھو اور ذرا پوری فلسفیت کو کام مین لاؤ تو ظاہر ہوگا کہ کامل طور پر کوئی بھی طاقت ہمکو حاصل نہین مثلاً ہماری بدنی طاقتین ہماری تندرستی پر موقوف ہین اور ہماری تندرستی بہت سے ایسے اسباب پر موقوف ہے کہ کچھ انمین سے سماوی اور کچھ ارضی ہین اور وہ سب کی سب ہماری طاقت سے بالکل باہر ہین اور یہ تو ہم نے ایک موٹی سی بات عام لوگون کی سمجھ کے موافق کہی ہے لیکن جسقدر درحقیقت وہ قیوم عالم اپنی علت العلل ہونے کی وجہ سے ہمارے ظاہر اور ہمارے باطن اور ہمارے اول اور ہمارے آخر اور ہمارے فوق اور ہمارے تحت اور ہمارے یمین اور ہمارے یسار اور ہمارے دل اور ہماری جان اور ہمارے روح کی تمام طاقتون پر احاطہ کر رہا ہے وہ ایک ایسا مسئلہ دقیق ہے جسکے کنہ تک عقول بشریہ پہنچ ہی نہین سکتین اور اس کے سمجھانے کی اسجگہ ضرورت بھی نہین کیونکہ جسقدر ہم نے اوپر لکھا ہے وہی مخالف کے الزام اور افحام کیلئے کافی ہے غرض قیوم عالم کے فیوض حاصل کرنے کا یہی طریق ہے کہ اپنی ساری قوت اور زور اور طاقت سے اپنا بچاؤ طلب کیا جائے اور یہ طریق کچھ نیا طریق نہین ہے بلکہ یہ وہی طریق ہے جو قدیم سے بنی آدم کی فطرت کے ساتھ لگا چلا آتا ہے جو شخص عبودیت کے طریقہ پر چلنا چاہتا ہے وہ اسی طریق کو اختیار کرتا ہے اور جو شخص خدا کے فیوض کا طالب ہے وہ اسی راستی پر قدم مارتا ہے اور جو شخص مورد رحمت ہونا چاہتا ہے وہ انہین قوانین قدیمہ کی تعمیل کرتا ہے یہ قوانین کچھ نئے نہین ہین اور عیسائیون کے خدا کی طرح کچھ محدث بات نہین بلکہ خدا کا یہ ایک قانون محکم ہے کہ جو قدیم سے بندھا ہوا چلا آتا ہے اور سنت اللہ ہے کہ جو ہمیشہ سے جاری ہے جسکی سچائی کثرت تجارب سے ہر ایک طالب صادق پر روشن ہے اور کیونکر روشن نہو ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ ہم لوگ کس حالت ضعف اور ناتوانی مین پڑے ہوئے ہین اور بغیر خدا کی مددون کے کیسے نکمے اور ناکارہ ہین اگر ایک ذات متصرف مطلق ہر لحظہ اور ہر دم ہماری خبرگیران نہو اور پھر اس کی رحمانیت اور رحیمیت ہماری کارسازی نکرے تو ہمارے سارے کام تباہ ہو جائین بلکہ ہم آپ ہی فنا کا راستہ لین پس اپنے کامون کو خصوصاً آسمانی کتاب کو کہ جو سب امور عظمیہ سے ادق اور الطف ہے خداوند قادر مطلق کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے بہ نیت تبرک و استمداد شروع کرنا ایک ایسی بدیہی صداقت ہے کہ بلا اختیار ہم اسکی طرف کھنچے جاتے ہین کیونکہ فی الحقیقۃ ہر یک برکت اسی راہ سے آتی ہے کہ وہ ذات جو متصرف مطلق اور علت العلل اور تمام فیوض کا مبدء ہے جس کا نام قرآن شریف کی اصطلاح مین اللہ ہے خود متوجہ ہو کر اول اپنی صفت رحمانیت کو ظاہر کرے اور جو کچھ قبل از سعی درکار ہے اس کو محض اپنے تفضل اور احسان سے بغیر توسط عمل کے ظہور مین لاوے پھر جب وہ صفت رحمانیت کی اپنے کام کو بہ تمام و کمال کر چکی اور انسان توفیق پا کر اپنی قوتونکے ذریعہ سے محنت اور کوشش کا حق بجالاوے تو پھر دوسرا کام اللہ تعالیٰ کا یہ ہے کہ اپنی صفت رحیمیت کو ظاہر کرے اور جو کچھ بندہ نے محنت اور کوشش کی ہے اسپر نیک ثمرہ مترتب کرے اور اسکی محنتون کو ضایع ہونے سے بچاکر گوہر مراد عطا فرماوے اسی صفت ثانی کی رو سے کہا گیا ہے کہ جو ڈھونڈتا ہے پاتا ہے جو مانگتا ہے اسکو دیا جاتا ہے جو کھٹکھٹاتا ہے اس کے واسطے کھولا جاتا ہے یعنے خدا تعالیٰ اپنی صفت رحیمیت سے کسی کی محنت اور کوشش کو ضایع ہونے نہین دیتا اور آخر جویندہ یابندہ ہو جاتا ہے غرض یہ صداقتین ایسی بین الظہور ہین کہ ہر یک شخص خود تجربہ کر کے انکی سچائی کو شناخت کر سکتا ہے اور کوئی انسان ایسا نہین کہ بشرطیکہ کسیقدر عقلمندی کے یہ بدیہی صداقتین اسپر چھپی رہین ہان یہ بات ان عام لوگون پر نہین کھلتی کہ جو دلونکی سختی اور غفلت کی وجہ سے صرف اسباب معتادہ پر انکی نظر ٹھہری رہتی ہے اور جو ذات متصرف فی الاسباب ہے اس کے تصرفات لطیفہ پر انکو علم حاصل نہین ہوتا اور نہ انکی عقل اسقدر وسیع ہوتی ہے کہ جو اس بات کو سوچ لین کہ ہزارہا بلکہ بیشمار ایسے اسباب سماوی اور ارضی انسان کے ہر یک جسم کی آرایش کیلئے درکار ہین جنکا بہم پہنچانا ہرگز انسان کے اختیار اور قدرت مین نہین بلکہ ایک ہی ذات جامع صفات کاملہ ہے کہ جو تمام اسباب کو آسمانون کے اوپر سے زمینون کے نیچے تک پیدا کرتا ہے اور ان پر ہر طور تصرف اور قدرت رکھتا ہے مگر جو لوگ عقلمند ہین وہ اس بات کو بلا تردد بلکہ بدیہی طور پر سمجھتے ہین اور جو ان سے بھی اعلیٰ اور صاحب تجربہ ہین وہ اس مسئلہ مین حق الیقین کے مرتبہ تک پہنچے ہوئے ہین لیکن یہ شبہ کرنا کہ یہ استعانت بعض اوقات کیون بے فایدہ اور غیر مفید ہوتی ہے اور کیون خدا کی رحمانیت و رحیمیت ہر یک وقت استعانت مین تجلی نہین فرماتی پس یہ شبہ صرف ایک صداقت کی غلط فہمی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ ان دعاؤن کو کہ جو خلوص کے ساتھ کیجاتین ضرور سنتا ہے اور جسطرح مناسب ہو مدد چاہنے والون کیلئے مدد بھی کرتا ہے اگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کی استمداد اور دعاؤن مین خلوص نہین ہوتا نہ انسان دلی عاجزی کے ساتھ امداد الٰہی چاہتا ہے اور نہ اسکی روحانی حالت درست

ہوتی ہے بلکہ اس کے ہونٹوں میں دعا اور اس کے دل میں غفلت یا ریا ہوتی ہے یا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا اسکی دعا کو سن تو لیتا ہے اور اس کے لئے جو کچھ اپنی حکمت کاملہ کے رو سے مناسب اور اصلح دیکھتا ہے عطا بھی فرماتا ہے لیکن نادان انسان خدا کی ان الطاف خفیہ کو شناخت نہیں کرتا اور بباعث اپنے جہل اور بیخبری کے شکوہ اور شکایت شروع کر دیتا ہے اور اس آیت کے مضمون کو نہیں سمجھتا عسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئا وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون یعنے یہ ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو بری سمجھو اور وہ اصل میں تمہارے لئے اچھی ہو اور خدا چیزوں کی اصل حقیقت کو جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اب ہماری اس تمام تقریر سے واضح ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ایسی عالیشان صداقت ہے جسمیں حقیقی توحید اور عبودیت اور خلوص میں ترقی کرنے کا نہایت عمدہ سامان موجود ہے جسکی نظیر کسی اور کتاب میں نہیں پائی جاتی اور اگر کسی کے زعم میں پائی جاتی ہے تو وہ اس صداقت کو معہ تمام دوسری صداقتوں کے جو ہم نیچے لکھتے ہیں نکالکر پیش کرے۔

اس جگہ بعض کوتہ اندیش اور نادان دشمنوں نے ایک اعتراض بھی بسم اللہ کی بلاغت پر کیا ہے ان معترضین میں سے ایک صاحب تو پادری عماد الدین نام ہیں جنہوں نے اپنی کتاب ہدایت المسلمین میں اعتراض مندرجہ ذیل لکھا ہے دوسرے صاحب باوا نرائن سنگھ نام وکیل امرتسری ہیں جنہوں نے پادری کے اعتراض کو بیچ سمجھ کر اپنے دلی عناد کے تقاضا کی وجہ سے وہی پوچ اعتراض اپنے رسالہ ودیا پرکاش میں درج کر دیا ہے سو ہم اس اعتراض کو معہ جواب اس کے لکھنا مناسب سمجھتے ہیں تا منصفین کو معلوم ہو کہ فرط تعصب نے ہمارے مخالفین کو کس درجہ کی کور باطنی اور نابینائی تک پہنچا دیا ہے کہ جو نہایت درجہ کی روشنی ہے اور وہ ان کو تاریکی دکھائی دیتی ہے اور جو اعلیٰ درجہ کی خوشبو ہے وہ اسکو بدبو تصور کرتے ہیں سو اب جاننا چاہئے کہ جو اعتراض بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بلاغت پر مذکورہ بالا لوگوں نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ الرحمن الرحیم جو بسم اللہ میں واقع ہے یہ فصیح طرز پر نہیں اگر بجائے الرحمن الرحیم کے الرحیم الرحمن ہوتا تو فصیح اور صحیح طرز تھی کیونکہ رحمان کا لفظ باعتبار اس رحمت کے ہے کہ جو اشد اور عام ہے اور رحیم کا لفظ بہ نسبت رحمان کے اس رحمت کیلئے آتا ہے کہ جو قلیل اور خاص ہے اور بلاغت کا کام یہ ہے کہ قلت سے کثرت کی طرف انتقال ہو نہ یہ کہ کثرت سے قلت کی طرف یہ اعتراض ہے کہ ان دونوں صاحبوں نے اپنی آنکھیں بند کر کے اس کلام پر کیا ہے جس کلام کی بلاغت کو عرب کے تمام اہل زبان جنمیں بڑے بڑے شاعر بھی تھے باوجود سخت مخالفت کے تسلیم کر چکے ہیں بلکہ بڑے بڑے معاند اس کلام کی شان عظیم سے نہایت درجہ تعجب میں پڑ گئے اور اکثر ان میں سے کہ جو فصیح اور بلیغ کلام کے اسلوب کو بخوبی جاننے پہچاننے والے اور مذاق سخن سے عارف اور باانصاف تھے وہ طرز قرآنی کو طاقت انسانی سے باہر دیکھکر ایک معجزہ عظیم یقین کر کر ایمان لائے جنکی شہادتیں جا بجا قرآن شریف میں درج ہیں اور جو لوگ سخت کور باطن تھے اگرچہ وہ ایمان نہ لائے مگر سراسیمگی اور حیرانی کی حالت میں انکو بھی کہنا پڑا کہ یہ سحر عظیم ہے جسکا مقابلہ نہیں ہو سکتا چنانچہ ان کا یہ بیان بھی قرآن مجید کے کئی مقام میں موجود ہے اب اسی کلام معجز نظام پر ایسے لوگ اعتراض کرنے لگے جن میں سے ایک تو وہ شخص ہے جسکو دو سطریں عربی کی بھی صحیح اور بلیغ طور پر لکھنے کا ملکہ نہیں اور اگر کسی اہل زبان سے بات چیت کرنے کا اتفاق ہو تو بجز ٹوٹے پھوٹے اور بے ربط اور غلط فقروں کے کچھ بول نہ سکے اور اگر کسی کو شک ہو تو امتحان کر کے دیکھ لے اور دوسرا وہ شخص ہے جو علم عربی سے بکلی بے بہرہ بلکہ فارسی بھی اچھی طرح نہیں جانتا اور یہ افسوس کہ عیسائی قوم الذکر کو یہ بھی خبر نہیں کہ جو [illegible] بزرگ اور [illegible] صاحب نے تحریر وار ان سے ذکر کیا ہے وہ خود قرآن شریف کے اعلیٰ درجہ کی بلاغت کے قائل ہیں اور [illegible] کو زیادہ تر اس بات پر غور کرنی چاہئے کہ جب ایک کتاب جو خود ایک اہل زبان پر ہی نازل ہوئی ہے اور اسکی کمال بلاغت پر تمام اہل زبان بلکہ سبعہ معلقہ کے شعراء جیسے اتفاق کر چکے ہیں تو کیا ایسا مسلم الثبوت کلام کسی نادان اجنبی و ژولیدہ زبان والے کے انکار سے جو کہ لیاقت فن سخن سے محض بےنصیب اور علوم عربیہ سے بالکل بے بہرہ بلکہ کسی ادنیٰ عربی آدمی کے مقابلہ پر بولنے سے عاجز ہے قابل اعتراض ٹھہر سکتا ہے بلکہ ایسے لوگ جو اپنی حیثیت سے بڑھکر بات کرنے میں خود اپنی نادانی دکھلاتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اہل زبان کی شہادت کے برخلاف اور بڑے بڑے نامی شاعروں کی گواہی کے مخالف کوئی کلمہ منہ پر لانا حقیقت میں اپنی جہالت اور خرفطرتی دکھانا ہے بھلا عماد الدین پادری کسی عربی آدمی کے مقابلہ پر کسی دینی یا دنیوی معاملہ میں ذرا ایک آدھ گھنٹہ تک ہم کو بولکر تو دکھاوے تا اول یہی لوگوں پر کھلے کہ اسکو سیدھی سادی اور بامحاورہ اہل عرب کے مذاق پر بات چیت کرنی آتی ہے یا نہیں کیونکہ ہمکو یقین ہے کہ اس کو ہرگز نہیں آتی اور ہم بہ یقین تمام جانتے ہیں کہ اگر ہم کسی عربی آدمی کو اس کے سامنے بولنے کیلئے پیش کریں تو وہ عربوں کیطرح اور ان کے مذاق پر ایک چھوٹا سا قصہ بھی بیان نہ کر سکے اور جہالت کے کیچڑ میں پھنسا رہ جائے اور اگر شک ہے تو اس کو قسم ہے کہ آزما کر دیکھ لے اور ہم خود اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ اگر پادری عماد الدین صاحب ہم سے درخواست کریں تو ہم کوئی عربی آدمی بہم پہنچا کر کسی مقررہ تاریخ پر ایک جلسہ کرینگے جسمیں چند لائق ہندو ہونگے اور چند مولوی مسلمان بھی ہونگے اور عماد الدین صاحب پر لازم ہوگا کہ وہ بھی چند عیسائی بھائی اپنے ساتھ لے آویں اور پھر سب حاضرین کے روبرو اول عماد الدین صاحب کوئی قصہ جو اسیوقت ان کو بتلایا جاویگا عربی زبان میں بیان کریں اور پھر وہی قصہ وہ عربی صاحب کہ مقابل پر حاضر ہونگے اپنی زبان میں بیان فرماویں پھر اگر منصفوں نے یہ رائے دیدی کہ عماد الدین صاحب نے ٹھیک ٹھیک عربوں کے مذاق پر عمدہ اور لطیف تقریر کی ہے تو ہم تسلیم کر لینگے کہ ان کا اہل زبان پر نکتہ چینی کرنا کچھ بے جا نہیں بلکہ اسیوقت پچاس روپیہ نقد بطور انعام ان کو دئیے جائینگے لیکن اگر اسوقت عماد الدین صاحب بجائے فصیح اور بلیغ تقریر کے اپنے ژولیدہ اور غلط بیان کی بدبو پھیلانے لگے یا اپنی رسوائی اور نالیاقتی سے ڈر کر کسی اخبار کے ذریعہ سے یہ اطلاع بھی نہ دی کہ میں ایسے مقابلہ کیلئے حاضر ہوں تو ہم بجز اس کے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین کہیں اور کیا کہہ سکتے ہیں اور یہی یاد رکھنا چاہئے کہ اگر عماد الدین صاحب تو لڈتانی بھی بلاویں تب بھی وہ کسی اہل زبان کا مقابلہ نہیں کر سکتے پھر جس حالت میں وہ عربوں کے سامنے بھی بول نہیں سکتے اور فی الفور گونگا بننے کیلئے طیار ہیں تو پھر ان عیسائیوں اور آریوں کی ایسی سمجھ پر ہزار حیف اور ہزار لعنت ہے کہ جو ایسے نادان کی تالیف پر اعتماد کر کے اس بے مثل کتاب کی بلاغت پر اعتراض کرتے ہیں کہ سید العرب پر نازل ہو کر عرب کے تمام فصیحوں اور بلیغوں سے اپنی عظمت شان کا اقرار کرایا اور جس کے نازل ہونے سے سبعہ معلقہ مکہ کے دروازہ پر سے اتارا گیا اور معلقہ مذکورہ کے شاعروں میں سے جو شاعر اسوقت بقید حیات تھا وہ بلاتوقف اس کتاب پر ایمان لایا پھر دوسرا افسوس یہ کہ اس نادان عیسائی کو اب تک یہ بھی خبر نہیں کہ بلاغت حقیقی اس امر میں محدود نہیں کہ قلیل کو کثیر پر ہر جگہ اور ہر محل میں خواہ نخواہ مقدم رکھا جائے بلکہ اصل قاعدہ بلاغت کا یہ ہے کہ اپنے کلام کو واقعی صورت اور مناسب وقت کا آئینہ بنایا جاوے سو اسجگہ بھی رحمان کو رحیم پر مقدم کرنیمیں کلام کو واقعی صورت اور ترتیب کا آئینہ بنایا گیا ہے چنانچہ اس ترتیب طبعی کا مفصل ذکر ابھی سورۃ فاتحہ کی آئندہ آیتوں میں آویگا اور اب ہم سورۃ ممدوحہ کی دوسری آیتوں کو تفصیل سے لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ الحمد للہ تمام محامد اس ذات معبود برحق مستجمع جمیع صفات کاملہ کو ثابت ہیں جسکا نام اللہ ہے۔ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ قرآن شریف کی اصطلاح میں اللہ اس ذات کامل کا نام ہے کہ جو معبود برحق مستجمع جمیع صفات کاملہ اور تمام رزائل سے منزہ اور واحد لاشریک اور مبدء جمیع فیوض ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک قرآن شریف میں اپنے نام اللہ کو تمام دوسرے اسماء وصفات کا موصوف ٹھہرایا ہے اور کسی جگہ کسی دوسرے اسم کو یہ رتبہ نہیں دیا پس اللہ کے اسم کو بوجہ موصوفیت تامہ ان تمام صفتوں پر دلالت ہے جنکا وہ موصوف ہے اور چونکہ وہ جمیع اسماء اور صفات کا موصوف ہے اس لئے اس کا مفہوم یہ ہوا کہ وہ جمیع صفات کاملہ پر مشتمل ہے پس خلاصہ مطلب الحمد للہ کا یہ نکلا کہ تمام اقسام حمد کے کیا باعتبار ظاہر کے اور کیا باعتبار باطن کے اور کیا باعتبار ذاتی کمالات کے اور کیا باعتبار قدرتی عجائبات کے اللہ سے مخصوص ہیں اور اسمیں کوئی دوسرا شریک نہیں اور نیز جسقدر محامد صحیحہ اور کمالات تامہ کو عقل کسی عاقل کی سوچ سکتی ہے یا فکر کسی متفکر کا ذہن میں لا سکتا ہے وہ سب خوبیاں اللہ تعالیٰ میں موجود ہیں اور کوئی ایسی خوبی نہیں کہ عقل اس خوبی کے امکان پر شہادت دے سکے

(باقی آئندہ)

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بہت سے لوگ ہین جو بادشاہانہ اور عیاشانہ حالات زندگی رکھتے ہین اور وہ دنیا کا فخر دنیا کی عزت اور املاک و دولت چاہتے ہین اس قسم کی آرزوٴن اور تمناوٴن اور ان کے پورا کرنے کی تدبیرون اور تجویزون مین ہی اپنی عمر کھو بیٹھتے ہین انکی آرزوٴن کی انتہا نہین ہوتی کہ پیغام موت آجاتا ہے اب ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے قویٰ تو دیئے تھے انہین قویٰ سے اگر کام لیتے تو حق کو پالیتے اللہ تعالےٰ نے تو بخل نہین کیا مگر انہون نے قویٰ سے کام نہ لیا۔ یہ انکی اپنی بدبختی ہے نیک بخت اور مبارک ہے وہ شخص جو ان قویٰ سے کام لے بہت سے آدمی ایسے بھی ہین کہ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ تم خدا تعالیٰ سے ڈرو اور اسکے اوامر کی پابندی کرو اور نواہی سے پرہیز کرو تو وہ کہدیتے ہین کہ ہم نے کیا ولی بننا ہے اس قسم کا کلمہ میرے نزدیک کفر ہے یہ خدا تعالیٰ پر بدگمانی ہے۔ خدا تعالیٰ کے حضور کیا کمی ہے وہ کوئی سرکار کی محدود نوکریان تو نہین ہین جو ختم ہو جائین۔ بلکہ جو کوئی خدا تعالیٰ کے ساتھ سچے تعلقات پیدا کرلے وہ ان فیوض سے بہرہ ور ہو سکتا ہے جو پہلے راستبازون کو دیئے گئے ہین۔

بکریمان کارہا دشوار نیست۔

خدا نے جو ان کا نام ولی رکھا ہے تو کیا ولی بننا خدا تعالیٰ کے نزدیک مشکل ہو سکتا ہے بلکہ بہت ہی سہل ہے ہان اسکے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ راستی سے قدم رکھنے والا ہو اور اسکی راہ مین صبر و استقلال اور وفاداری کے ساتھ چلنے والا ہو۔ کوئی دکھ اور کوئی تکلیف اور مصیبت اس کے قدم کو ڈگمگا نہ سکے جب انسان خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرتا ہے اور ان باتون سے الگ ہو جاتا ہے جو خدا تعالیٰ کی نارضامندی کا موجب ہوتی ہین بلکہ پاکیزگی اور طہارت اختیار کرتا ہے اور گندی باتون سے پرہیز کرتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اس سے ایک تعلق پیدا کرلیتا ہے اور اس کے قریب ہو جاتا ہے لیکن اگر کوئی خدا تعالےٰ سے دور ہوتا جاتا ہے اور گندگی سے نکلنے کی کوشش نہ کرے تو پھر خدا تعالےٰ بھی اسکی پروا نہین کرتا جیسے فرمایا ہے۔

فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم۔

ہماری جماعت کو چاہیئے کہ ہمت نہ ہار بیٹھے یہ بڑے مشکلات نہین ہین مین نہین یقیناً کہتا ہون کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے مشکلات آسان کر دیئے ہین کیونکہ ہمارے سلوک کی راہین اور ہین۔

ہمارے ہان یہ حالت نہین ہے کہ کرین جھک جائین یا ناخن بڑھائین یا پانی مین کھڑے رہین اور چلہ کشیان کرین۔ یا ہاتھ خشک کرین اور ہاتھ خشک کرین اور جانگاہ محنتون سے اپنی صورت مسخ ہو جاتی ہین ان صورتون کے اختیار کرنے سے وہ لوگ بخیال خویش باخدا ہونا چاہتے ہین لیکن مین دیکھتا ہون کہ خدا تو کیا ملنا ہے انسانیت بھی جاتی رہتی ہے مگر ہمارے سلوک کا یہ طریق نہین ہے بلکہ اسلام نے بہت ہی آسان راہ رکھی ہے اور وہ کشادہ راہ ہے جسکا ذکر اللہ تعالیٰ نے یون فرمایا ہے اھدنا الصراط المستقیم۔ اب اللہ تعالیٰ نے جو یہ دعا سکھائی ہے تو اس طور پر نہین کہ دعا تو سکھا دی لیکن سامان کچھ نہین۔ بلکہ جہان دعا سکھائی ہے وہان سب کچھ موجود ہے چنانچہ اگلی سورت مین اس قبولیت کا اشارہ ہے جہان فرمایا ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدًی للمتقین۔ یہ ایسی دعوت ہے کہ دعوت کا سامان پہلے سے طیار ہے۔

غرض یہ قویٰ جو انسان کو دیئے گئے ہین اگر وہ ان سے کام لے تو یقیناً ولی ہو سکتا ہے۔

مین یقیناً کہتا ہون کہ اس امت مین بڑی قوت کے لوگ آتے ہین وہ نور اور صدق اور وفا کے لوگ آتے ہین کوئی شخص اپنے آپ کو محروم نہ سمجھے کیا خدا تعالیٰ نے کوئی فہرست شایع کر دی ہے جو یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ ہمین حصہ نہین ملیگا۔ خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے اسکی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے جو کبھی ختم نہین ہو سکتا اور کوئی تلاش کرنیوالا اور طلب کرنیوالا محروم نہین رہتا اسلئے نہین چاہیئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعا مانگو اور اسکے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز مین دعا کیلئے کئی موقعہ ہین رکوع۔ قیام۔ قعدہ سجدہ وغیرہ آٹھ پہرون مین پانچ مرتبہ نماز پڑھی پڑتی ہے فجر ظہر عصر مغرب عشاء اور اس پر ترقی کرکے اشراق اور تہجد کی نمازین ہین۔ یہ سب دعا ہی کیلئے موقعے ہین۔ اصل غرض اور مغز نماز کا دعا ہی ہے اور دعا خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کے موافق ہے۔ عام طور پر دیکھو کہ جب بچہ روتا ہوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بے قرار ہو کر اسکو دودھ دیتی ہے الوہیت اور عبودیت مین اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص نہین سمجھ سکتا جب انسان خدا تعالیٰ کے دروازہ پر گرتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کیساتھ گرتا ہے اور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہیت کا کرم جوش مین آتا ہے اور اس پر رحم کیا جاتا ہے خدا تعالےٰ کے فضل و کرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے اس لئے اسکے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہیئے۔ یہ خیال غلط اور باطل ہے جو کہتے ہین کہ خدا تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہین ملتا ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اسکے صفات قدرت و تصرف پر ایمان نہین لاتے ہین اگر وہ حقیقی ایمان پیدا کرتے تو یہ کبھی نہ کہتے جب کبھی کوئی خدا تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھ رجوع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اسپر اپنا فضل کیا ہے۔ یہ بالکل سچ ہے جو کسی نے کہا ہے۔ ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اسکے حضور پاک دل لیکر آجاؤ۔ صرف اتنی شرط ہے کہ اسکے مناسب حال اپنے آپکو بناؤ اور وہ سچی تبدیلی جو خدا تعالیٰ کے حضور جانے کے قابل بنا دیتی ہے اپنے اندر پیدا کرو۔ خدا تعالیٰ مین عجیب در عجیب قدرتین ہین اور اسمین لا انتہا فضل و برکات ہین مگر انکے دیکھنے اور پانے کیلئے محبت کی آنکھ پیدا کرو۔ اگر سچی محبت ہو تو خدا تعالےٰ بہت دعائین سنتا ہے اور تائید کرتا ہے لیکن شرط یہی ہے کہ محبت اور اخلاص خدا تعالیٰ سے ہو۔ محبت ایک ایسی شے ہے کہ انسان کی سفلی زندگی کو جلا کر اسے ایک نیا اور مصفا انسان بنا دیتی ہے پھر وہ وہ دیکھتا ہے جو پہلے نہین دیکھتا تھا وہ وہ سنتا ہے جو پہلے نہین سنتا تھا غرض خدا تعالیٰ نے جو کچھ بے حد فضل و کرم کا انسان کیلئے طیار کیا ہے اس کے حاصل کرنے اور فایدہ اٹھانے کیلئے استعدادین بھی عطا کی ہین اگر وہ استعدادین تو عطا کرتا لیکن سامان نہ ہوتا تب بھی ایک نقص تھا اور یا سامان تو ہوتا لیکن استعدادین نہ ہوتین مگر نہین یہ بات نہین ہے استعداد بھی دی اور سامان بھی مہیا کیا جسطرح ایکطرف روٹی کا سامان ہوا دوسری طرف آنکھ زبان۔ دانت اور معدہ دیدیا اور جگر اور امعا کو کام مین لگا دیا۔ اور ان تمام کامون کا مدار غذا پر رکھ دیا اگر اندر ہی کچھ نہ جائیگا تو دل مین خون کہان سے آئیگا کیلوس کہان سے بنے گا۔

اسیطرح یہ سب اول اسنے یہ فضل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام ایسا مکمل دین دے کر بھیجا اور آپکو خاتم النبیین ٹھرایا اور قرآن شریف ایسی کامل اور خاتم الکتب کتاب عطا فرمائی اور اب قیامت تک نہ کوئی کتاب آئیگی اور نہ کوئی نیا نبی شریعت لیکر آئیگا پھر جو قویٰ سوچ اور فکر کے ہین اسنے اگر ہم کام نہ لین اور خدا تعالیٰ کیطرف قدم نہ اٹھائین تو کسقدر سستی اور کاہلی اور ناشکری ہے۔ غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اس پہلی ہی سورۃ مین ہمارے لئے کسقدر مبسوط طریق پر فضل کی راہ بتا دی ہے اس سورۃ مین جسکا نام خاتم الکتاب اور ام الکتاب بھی ہے صاف طور پر بتا دیا ہے کہ انسانی زندگی کا کیا مقصد ہے اور اسکے حصول کی کیا راہ ہے ایاک نعبد گویا انسانی فطرت کا اصل تقاضا اور منشا ہے اور وہ ایاک نستعین کے بغیر پورا نہین ہوتا ہے لیکن ایاک نعبد کو ایاک نستعین پر مقدم کرکے یہ بتایا ہے کہ پہلے ضروری ہے کہ جہانتک انسان کی اپنی طاقت ہمت اور سمجھ ہین ہو خدا تعالیٰ کی رضامندی کی راہون کے اختیار کرنے مین سعی اور مجاہدہ کرے اور خدا تعالےٰ کی عطا کردہ قوتون سے پورا کام لے اور اسکے بعد پھر خدا تعالیٰ سے اسکی تکمیل اور نتیجہ خیز ہونے کیلئے دعا کرے۔

انسانی زندگی کا مقصد اور غرض صراط مستقیم پر چلنا اور اسکی طلب ہے جسکو اس سورۃ مین ان الفاظ مین بیان کیا گیا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ یا اللہ ہمکو سیدھی راہ دکھا ان لوگونکی اور جنپر تیرا انعام ہوا۔ یہ وہ دعا ہے جو ہر وقت ہر نماز اور ہر رکعت مین مانگی جاتی ہے اسقدر اسکا تکرار ہی اسکی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ ہماری جماعت یاد رکھے کہ یہ معمولی سی بات نہین ہے۔ اور صرف یہ بات طوطے کیطرح ان الفاظ کا رٹ دینا اصل مقصود نہین ہے بلکہ یہ انسان کو انسان کامل بنانے کا ایک کارگر اور خطا نہ کرنیوالا نسخہ ہے جسے ہر وقت نصب العین رکھنا چاہیئے اور تعویذ کیطرح مد نظر رہے اس آیت مین چار قسم کے کمالات کے حاصل کرنے کی التجا ہے۔ اگر یہ ان چار قسم کے کمالات کو حاصل کریگا تو گویا دعا مانگنے اور خلق انسانی کے حق کو ادا کرے گا اور ان استعدادون اور قویٰ کے بھی کام مین لانے کا حق ادا ہو جائیگا جو اسکو دی گئی ہین اس بات کو کبھی بھولنا نہین چاہیئے کہ قرآن شریف کے

کے بعض حصے دوسرے کی تفسیر اور شرح ہیں۔ ایک جگہ ایک امر بطریق اجمال بیان کیا جاتا ہے اور دوسری جگہ وہی امر کھولکر بیان کر دیا گیا ہے گویا دوسرا پہلے کی تفسیر ہے۔ پس ایک جگہ تو یہ فرمایا۔ صراط الذین انعمت علیہم۔ تو یہ بطریق اجمال ہے لیکن دوسرے مقام پر منعم علیہم کی خود ہی تفسیر کر دی ہے من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین منعم علیہ چار قسم کے لوگ ہوتے ہیں نبی۔ صدیق۔ شہداء اور صالح۔ انبیاء علیہم السلام میں چاروں شانیں جمع ہوتی ہیں کیونکہ یہ اعلیٰ کمال ہے۔ ہر ایک انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کمالات کو حاصل کرنے کیلئے جہاں مجاہدہ صحیحہ کی ضرورت ہے اس طریق پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے دکھایا ہے کوشش کرے۔

میں یہ بھی تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ بہت سے لوگ ہیں جو اپنے تراشے ہوئے وظایف اور اوراد کے ذریعہ سے ان کمالات کو حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں کیا وہ محض فضول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر منعم علیہ کی راہ کا سچا تجربہ کار اور کون ہو سکتا ہے جنپر نبوت کے بھی سارے کمالات ختم ہو گئے۔ آپ نے جو راہ اختیار کیا ہے وہ بہت ہی صحیح اور اقرب ہے۔ اس راہ کو چھوڑ کر اور ایجاد کرنا خواہ وہ بظاہر کتنا ہی خوش کرنیوالا معلوم ہوتا ہو میری رائے میں ہلاکت ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھپر ایسا ہی ظاہر کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اتباع سے خدا ملتا ہے اور آپ کے اتباع کو چھوڑ کر خواہ کوئی ساری عمر ٹکریں مارتا رہے گوہر مقصود اس کے ہاتھ میں نہیں آ سکتا چنانچہ سعدی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ضرورت بتاتا ہے۔

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ کو نہ چھوڑو۔ میں دیکھتا ہوں کہ قسم قسم کے وظیفے لوگوں نے ایجاد کر لئے ہیں الٹے سیدھے لٹکتے ہیں اور جوگیوں کیطرح راہبانہ طریقے اختیار کئے جاتے ہیں لیکن یہ سب بیفایدہ ہیں انبیاء علیہم السلام کی یہ سنت نہیں کہ وہ الٹے سیدھے لٹکتے رہیں یا نفی اثبات کے ذکر کریں اور آرہ کے ذکر کریں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسوہ حسنہ فرمایا۔

وَلَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلو ایک ذرہ بھی ادھر یا ادھر ہونیکی کوشش نہ کرو۔ **غرض** منعم علیہم لوگوں میں جو کمالات ہیں اور صراط الذین انعمت علیہم میں جسکی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے ان کو حاصل کرنا ہر انسان کا اصل مقصد ہے اور ہماری جماعت کو خصوصیت سے اسطرف متوجہ ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کے قائم کرنے سے یہی چاہا ہے کہ وہ ایسی جماعت تیار کرے جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی تاکہ اس آخری زمانہ میں یہ جماعت قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور عظمت پر بطور گواہ ٹھہرے۔

ان کمالات میں سے جو منعم علیہم کو دیئے جاتے ہیں پہلا کمال نبوت کا **کمال** ہے جو سب ہی عالی مقام پر واقع ہے ہمیں افسوس ہے کہ وہ الفاظ نہیں ملتے جنہیں اس کمال کی حقیقت بیان کر سکیں یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جسقدر کوئی چیز اعلیٰ ہو اس کے بیان کرنے کے واسطے اسیقدر الفاظ کمزور ہوتے ہیں اور **نبوت** تو ایسا مقام ہے کہ **الشان** کیلئے اس سے بڑھکر اور کوئی درجہ اور مرتبہ نہیں ہے تو پھر یہ کیونکر بیان ہو سکے مختصر اور ناکافی طور پر ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ انسان جب سفلی زندگی کو چھوڑ دیتا ہے اور بالکل سانپ کی کینچلی کیطرح اس زندگی سے الگ ہو جاتا ہے اسوقت اسکی حالت اور ہو جاتی ہے وہ بظاہر اسی زمین پر چلتا پھرتا کھاتا پیتا ہے اسپر قانون قدرت کا ویسا ہی اثر ہوتا ہے جیسا دوسرے لوگوں پر لیکن باوجود اس کے بھی وہ اس دنیا سے الگ ہوتا ہے وہ ترقی کرتے کرتے اس مقام پر جا پہنچتا ہے جو **نقطہ نبوت** کہلاتا ہے اور جہاں وہ خدا تعالیٰ سے مکالمہ کرتا ہے۔ یہ مکالمہ یوں شروع ہوتا ہے کہ جب وہ نفس اور اس کے تعلقات سے الگ ہو جاتا ہے تو پھر اسکا تعلق اللہ تعالیٰ ہی سے ہوتا ہے اور اسی سے وہ مکالمہ کرتا ہے۔ انسان کیحالت ایسی واقعہ ہوئی ہے کہ یہ کبھی نکما اور بیکار نہیں رہتا ہے۔ اور نفس کلام سے بھی کبھی فارغ نہیں ہوتا اگر نفس اور شیطان سے ہی اسکا مکالمہ شروع رہتا ہے اگر کوئی اور بات کرنے والا نہ ہو۔ بعض اوقات لوگ دیکھتے ہیں کہ وہ بالکل **خاموش** رہتا ہے لیکن درحقیقت وہ خاموش نہیں ہوتا اسکا سلسلہ کلام اپنے **نفس** سے شروع ہوتا ہے اور بعض اوقات وہ بہت ہی لمبا ہوتا ہے اور شیطانی رنگ میں آپ خود لمبا کرتا ہے اور بے شرمی سے اسے لمبا ہونے دیتا ہے۔ یہ سلسلہ کلام کبھی خیالی فسق کے رنگ میں ہوتا ہے اور کبھی بیہودہ اور جھوٹی تمناؤں کے رنگ میں اور اس سے وہ کبھی فارغ نہیں رہتا جبتک کہ اس سفلی زندگی کو چھوڑ نہ دے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ اس قسم کے خطرات اور خیالات کا سلسلہ جو لمبا ہونے نہیں دیتا اور ایک معمولی خیال کیطرح آکر دل سے محو ہو جاتے ہیں وہ معاف ہیں لیکن جب اس سلسلہ کو لمبا کرتا ہے اور اسپر **عزیمت** کرتا ہے تو وہ گناہ ہیں۔ اور انکی جواب دہی کرنی پڑے گی۔ (باقی آیندہ)

عذر گناہ بدتر از گناہ

اکنوں ہزار عذر بیاری گناہ را
مرشوئے کردہ را نبود زیب دختری

(نمبر دوم)

مولوی ثناء اللہ صاحب نے میرے مضامین کے جواب میں جو طریق اختیار کیا ہے اسکی مجھے ہرگز توقع نہ تھی میں سمجھتا تھا کہ ایک مولوی بلکہ مولوی فاضل کہلانے والا انسان **حق گوئی** کے لئے ضرور جرأت کریگا مگر میری امید اور قیاس کے خلاف نتیجہ نکلا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے حق پوشی کیلئے وہ کوشش کی ہے جسکی نظیر بہت کم ملیگی۔ دیانت داری اور انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ وہ میرے جوابی مضامین کو اہلحدیث میں چھاپ دیتے اور پبلک کے فیصلہ کیلئے چھوڑ دیتے یا اگر جواب ہی دینا تھا تو کم از کم میرے مضمون کو درج تو کر دیا جاتا۔ اس قسم کی چالاکیوں کا ازالہ اب مجھے طشت از بام کرنا پڑا۔ مولوی صاحب اب اگر **انصاف** اور حیا کو ہاتھ سے دے نہیں بیٹھے تو اصل مضامین کو درج کریں اور پھر اپنے ہی خریداروں سے فیصلہ پوچھ لیں کہ **شاہت الوجوہ** کا مصداق کون ہوا ہے۔

ایک اور چالاکی ابو الوفا صاحب نے یہ کی ہے کہ بجائے جواب الجواب لکھنے کے نئے اعتراضوں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ مگر وہ انشاء اللہ العزیز دیکھ لیں گے کہ آخر انہیں تھک جانا پڑیگا میں اب سلسلہ وار انکی ان ابلہ فریبیوں اور چالاکیوں کو طشت از بام کرتا ہوں۔

پہلی ابلہ فریبی۔ ۲۰ جنوری ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث میں جو لیڈر **کرشن منتہی اعتراض** کے جواب میں لکھا تھا۔ اسکا جواب میں نے ۱۰ فروری کے الحکم میں **مفصل** دیا ہے۔ لیکن اس کا جواب الجواب جو ۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث میں لکھا ہے۔ اس کا ایک پیراگراف بھی پورا اس جواب الجواب میں نہیں درج کیا۔ اور نہ کسی امر کا کوئی جواب دیا

اس کا ثبوت

۱۔ ۱۰ فروری کے الحکم میں **ھو سمّٰکم المسلمین** سے استدلال کرکے **اہلحدیث** نام کی سند پوچھی تھی۔ کہ قرآن کریم کی کس آیت سے مستنبط کیا ہے؟ اس کا جواب آجتک نہیں دیا۔ ۲۷ جنوری کے لیڈر میں بھی کوئی آیت پیش کی اور اب ۱۰ مارچ کے اہلحدیث میں نہیں دیکھا۔

۲۔ **اہلحدیث** کی جو ترکیب اور معنے ۲۷ جنوری کے اہلحدیث میں بیان کئے تھے اس کے مطابق میں نے لکھا تھا کہ ان معنوں کے لحاظ سے تم سچے اہلحدیث نہیں بلکہ ہم ہیں۔ چنانچہ میرے لفظ یہ ہیں "میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اہلحدیث سے وہی مراد ہے جو آپ نے پیش کی ہے تو اسکے صحیح اور سچے مصداق ہم ہیں نہ آپ" اس کے بعد میں نے انپر چند سوال کئے تھے جو ان کے اہلحدیث نہ ہونیکو ثابت کرتے تھے۔ ان کا کوئی جواب ۱۰ مارچ کے اہلحدیث میں نہیں دیا۔ جس سے یہ پایا جاتا ہے کہ یا تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنا اہلحدیث نہ ہونا تسلیم کر لیا ہے اور یا خدا تعالیٰ نے انہیں ان امور کے تسلیم کر لینے کی توفیق دی ہے۔

دوسری ابلہ فریبی۔ ۲۷ جنوری کے اہلحدیث میں **اہلحدیث** کے معنے یہ لکھے ہیں "پیغمبر علیہ السلام کے قول و فعل پر عمل کرنے والے" لیکن اب ۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء میں اسکا خلاصہ یہ بتایا ہے۔

"ہم اہلحدیث ہیں کیونکہ اہلحدیث کے معنے ہیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات پر بلا واسطہ کسی درمیانی شخص کے عمل کرنیوالے"

ان دونو فقروں میں جو فرق ہے اس سے مولوی ثناء اللہ صاحب کے اصل مذہب کا پتہ لگتا ہے۔ اور اس **فتویٰ** کی تصدیق ہو جاتی ہے جو اس نے خارج از اہلحدیث وا بلاوجہ ہونے پر شائع کیا تھا کہ

کلمات طیبات پر بلا واسطہ کسی درمیانی شخص کے عمل ہی ناممکن ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب ہرگز ہرگز دعویٰ نہیں کر سکتا کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات بلاواسطہ اس تک پہونچے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ احادیث سے ہی منکر ہے۔ کوئی ایسی حدیث اسے نہیں ملی جس میں کسی دوسرے شخص کا واسطہ نہو۔ یہ ذومعنی فقرہ اسنے اس اصل کو چھپانے کیلئے لکہا ہے مگر یہ اعتقادی مذہب چھپ نہیں سکتا۔ اگر وہ ابلہ فریبی کی راہ سے یہ کہے کہ اس سے مراد عرفی تقلید ہے تو یہ بھی غلط ہے۔ مجرد اہلحدیث نام ہی مشہور اہلحدیث لوگوں نے اپنے نام کے ساتھ نہیں رکھا۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ کا مقبولہ رسالہ الانصاف اور نذیر الحق اور الانتقام مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اپنی اس تازہ تحریر میں جو اس نے اپنے روحانی فرزند ثناء اللہ کی تنبیہ کیلئے لکھی ہے وہ **اہلسنت والجماعت** پورا نام تجویز کرتا ہے۔ لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب **سنت صحیحہ** کو چھوڑتے ہیں۔ جس کا ۱۰ مارچ کے اہلحدیث میں ذکر تک نہیں۔

اہلسنت اہلحدیث کیلئے یہ ایک قابل قدر مقام ہے۔ کیونکہ یہاں صرف مولوی ثناء اللہ صاحب نے کلمات کو ہی لیا ہے اور وہ بھی بلاواسطہ **فعل** چھوڑ دیا ہے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے **اسوہ حسنہ** کا ترک کیا ہے۔ اور اسکا بہترین ثبوت ۱۰ فروری کے الحکم میں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا **ایک فعل** پیش کیا تھا جو انہیں زد تھی پس اس سے بچنے کیلئے ترک نقل ہی کر دیا۔ **چلو چھٹی ہوئی**۔

تیسری ابلہ فریبی۔ حضرت کرشن علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ۲۷ جنوری ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث میں ان الفاظ میں مجھ سے سوال کیا گیا تھا

"آخر میں ہم اپنے دوست الحکم کے ایڈیٹر سے ایک بات پوچھتے ہیں امید ہے کہ وہ ایمانداری سے اس کا جواب دیں گے راستبازی سے بتلائیں کہ مرزا جی نے جسوقت سیالکوٹ میں کرشن جی کا اوتار لیا ہے اور اس دعوی کو ظاہر کیا ہے اس سے ایک منٹ پہلے تمہارا کرشن کی نسبت کیا خیال تھا؟ وہی جو ہندوؤں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عورتوں کے کپڑے لیکر درختوں پر چڑھ جاتا تھا اور ان کو برہنہ دیکھا کرتا تھا۔"

میں نے اس کا جو کچھ جواب دیا ہے سے **الحق** ناظرین کیلئے الحکم ۱۰ فروری سے یہاں نقل کر دیتا ہوں

"میں تو **مولوی فاضل ایڈیٹر** کو نہایت دیانتداری اور راستبازی سے اس کا جواب انشاء اللہ تعالیٰ ابھی دونگا مگر کیا میرے ہمعصر مولوی فاضل صاحب **ایمانداری اور راستبازی** سے قبول کر لیں گے؟

حضرت کرشن جی علیہ السلام کی ذات پاک پر جو حملہ مولوی فاضل ایڈیٹر نے کیا ہے وہ نہایت ہی گندہ حملہ اور بزرگوں کی شان میں ایسی گستاخی اور بیباکی مسلمان مومن کا کام نہیں پھر مجھے تعجب ہے کہ مولوی فاضل نے کیوں ایسی جرات کی۔

اس سوال کو چھوڑ کر میں اب انکے سوال کا جواب دیتا ہوں لیجئے مولوی فاضل صاحب سنئے اور اگر خداترسی ہے اور مرکر خدا کے حضور جانے پر ایمان ہے تو اسکو قبول فرمائیے اگر آپنے اس اعتراض کو واپس لے لیا اور اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا تو میں سمجھونگا کہ ابھی تک آپ میں مادہ حیا و انصاف بالکل مفقود نہیں ہو گیا۔

میں حضرت **کرشن** علیہ السلام کو اپنے سید و مولیٰ امام ہمام علیہ السلام کی تعلیم کے موافق ایک منٹ پہلے تو کجا برسوں پہلے سے راستباز خدا تعالیٰ کا مقرب اور برگزیدہ یقین کرتا تھا کبھی بھی میں نے اس ناپاک اعتراض کا حضرت **کرشن** کو مصداق نہیں سمجھا جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں۔

دیکھو! میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت **کرشن** کو راستباز اور **مقرب بارگاہ الٰہی** سمجھتا تھا اور محض حضرت اقدس کی تعلیم کے موافق چونکہ آپ میں بدظنی کا مادہ زیادہ ہے اور استہزا اور ٹھٹھا آپ کی تحریر کا رکن عام ہے اسلئے میں اس امر کا ثبوت تحریری دیتا ہوں۔ سیالکوٹ سے پہلے ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کو جو لیکچر لاہور میں ہوا تھا آپ کو معلوم نہیں کہ وہ سیالکوٹ کے لیکچر سے دو ماہ پہلے تھا اور اسمیں حضرت اقدس نے حضرت کرشن کی تعریف کی تھی اور صاف فرمایا تھا کہ

"کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے کہ راجہ رامچندر اور راجہ کرشن جی خدا تعالیٰ کے راستباز بندے تھے اور اس سے سچا تعلق رکھتے تھے میں اس شخص سے بیزار ہوں جو انکی نندیا یا توہین کرتا ہے۔ پھر فرمایا جس شخص کا یہ مذہب ہو کہ وہ راستباز نہ تھے وہ قرآن شریف کے خلاف کہتا ہے کیونکہ اسمیں آیا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ"

آپ کے ایک منٹ پیشتر کے متعلق میری رائے متعلق حضرت کرشن کا جواب اگرچہ یہی کافی تھا مگر میں اس سے بھی بہت عرصہ پہلے کی رائے اب آپکو دکھانا چاہتا ہوں۔

مجھے امید ہے کہ رسالہ سناتن دھرم جو ۸ مارچ ۱۹۰۳ء کو شایع ہوا اور اس لاہوری لیکچر سے قریباً دو سال پہلے کا ہے آپ نے پڑھا ہوگا اسکے صفحہ ۸ پر اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں لکھا ہے

"اور یہ تو سچ ہے کہ راجہ **رامچندر** اور راجہ **کرشن** درحقیقت پرمیشر نہیں تھے مگر اسمیں کیا **شک ہے** کہ وہ دونوں بزرگ **خدا رسیدہ** اور اوتار رکھتے **خدا کی نورانی تجلی انپر اتری تھی اسلئے وہ اوتار کہلائے**۔"

کیوں مولوی فاضل صاحب! اب آپکی راستبازی ایمانداری اور انصاف آپکے لئے کیا حکم دیتا ہے۔

اگر ابھی کسر ہو تو میں ایک اور حوالہ دے دیتا ہوں شاید آپ کو سبق مل جاوے نسیم دعوت نام کتاب ہے جو فروری ۱۹۰۳ء کو اعلیٰ حضرت کی شایع کی ہوئی ہے اسکے صفحہ ۴۲ پر راجہ رام چندر اور کرشن جی کے متعلق لکھا ہے

"اور وہ اس طریق کو بھول گئے جو طریق راجہ رامچندر اور راجہ کرشن نے اختیار کیا تھا جنپر انکی راستبازی کی وجہ سے خدا ظاہر ہوا"

اب منصف مزاج ناظرین خداترس دل لیکر بتائیں کہ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس اعتراض کا کوئی حصہ بھی قابل جواب باقی چھوڑا گیا ہے؟ یقیناً وہ کہیں گے کہ ہرگز نہیں۔ مگر معزز ناظرین میں نے جو لکھا تھا کہ کیا میرے ہمعصر مولوی فاضل صاحب ایمانداری اور راستبازی سے قبول کر لینگے؟"

اس کے جواب میں مولوی فاضل صاحب نے وہی سر ہلا دیا کہ **میں نہ مانونگا**۔

۱۰ مارچ کے جواب الجواب میں مجھے مولوی فاضل صاحب الزام دیتے ہیں

"بہت خوب بندہ خدا کہتے ہوئے کچھ شرم کیا ہے کہ کیا کر رہے ہیں مخالف کی مراد کو نہ سمجھنا اور جواب دینے کی کوشش کرنا بالکل دھرمپال کی سی کارروائی ہے۔"

مولویصاحب! کیا اب میں آپ ہی کے الفاظ میں آپ سے نہ کہوں

"بندہ خدا کہتے ہوئے کچھ شرم چاہیئے کہ کیا کہہ رہے ہیں!"

واِن لم تستحی فاصنع ما شئت

آپ کی حیا و شرم کا فیصلہ میں آپ کے ناظرین پر چھوڑ دیتا ہوں آپ اپنا وہی اعتراض اور میرا جواب اہلحدیث میں پورا چھاپ دیں پھر ناظرین اہلحدیث کو شرم نہ کرنیوالے کا پتہ خود دل بتا دے گا۔

اس لاجواب جواب پر جواب الجواب میں مولوی فاضل صاحب کہتے ہیں کہ

"ہماری غرض بھی تو اتنی ہی تھی کہ جو کچھ تمہیں کرشن جی کی نسبت اعتقاد بدلا ہے وہ قادیانی کاہن ہی کے کہنے سے بدلا ہے ایک منٹ پہلے ہو یا ایک سال پہلے تو آخر ثبوت اسکی صلاحیت بلکہ نبوت اور رسالت کا تمہارے پاس بجز اسکے تو کچھ نہیں کہ خود مرزا صاحب کے منہہ سے نکلا ہے"

ناظرین۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس جواب پر خوب نظر کریں اس تحریر نے انکی ساری حقیقت کھولدی ہے **علمی** بھی اور **عملی** بھی۔ اور میں خدا کے فضل سے دعوی سے کہتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب میری اس تحریر کا ہرگز ہرگز کافی جواب نہیں دے سکیں گے اور قرآن کریم کے الفاظ میں انہیں چیلنج کرتا ہوں

وادعوا شهداءكم من دون الله ان كنتم صادقين

میں نے ۱۰ فروری کے الحکم ہی میں صاف الفاظ میں لکھا ہے

"میں حضرت کرشن علیہ السلام کو اپنے سید و مولیٰ امام ہمام علیہ السلام کی تعلیم کے موافق ایک منٹ پہلے تو کجا برسوں پہلے سے راستباز خدا تعالیٰ کا مقرب اور برگزیدہ یقین کرتا تھا"

اسمیں کوئی پیچیدہ جملہ نہیں۔ مجھے اور کل احمدیوں کو اس امر پر فخر اور ناز ہے کہ **لم نقصص** کے ماتحت برگزیدوں میں سے کرشن علیہ السلام کی سچائی کی خبر حضرت امام کے ذریعہ ملی۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب **ایمانداری اور خداترسی** سے مجھے حضرت آدم حضرت موسیٰ۔ حضرت عیسیٰ۔ حضرت نوح۔ حضرت ابراہیم وغیرہم انبیاء علیہم السلام جنکا ذکر قرآن مجید نے کیا ہے انکی نبوت اور رسالت کا **ثبوت قرآن شریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کو چھوڑ کر بیان کریں جو ثبوت وہ پیش کرینگے اسی بنا پر میں حضرت کرشن کی راستبازی اور اصطفا کا ثبوت دونگا!**

کیا مولوی ثناء اللہ صاحب نے محض اس بنا پر ہی انکو راستباز تسلیم نہیں کیا کہ قرآن کریم نے انکی تصدیق کی ہے وہ خارجی ثبوت کیا رکھتے ہیں ذرا پیش تو کریں۔ اگر کوئی خارجی ثبوت ان کے ہاتھ میں نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو معلوم ہوا مولویصاحب ان انبیاء علیہم السلام کے وجود سے بھی منکر ہونگے۔

اے نادان مولوی! کیا اس واقفیت پر تو قرآن شریف کی تفسیر لکھنے کا مدعی اور ہیچمدان دیگرے نیست کے دعوے کرتا ہے تو اتنا نہیں جانتا کہ راستباز راستبازوں کی تصدیق کیا کرتے ہیں پہلا کام انکا یہی ہوتا ہے + (باقی آئندہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک خط جو سعادۃ اور شقاوۃ میں سچا فیصلہ کرنے والا ہے

قبل اس کے کہ میں اس خط کو نقل کروں چند باتیں بطور تمہید کے لکھنی ضروری سمجھتا ہوں ممکن ہے کہ بعض کمزور اور سنن الٰہیہ سے ناواقف دل اعتراض کریں کہ ایسا خط شائع کرنا کیوں ضروری سمجھا گیا بلکہ اس کا اخفا بہتر تھا۔ مگر میرا یہ مذہب نہیں۔ مجھے ہر امر میں قرآن شریف کے اسوہ کی پیروی کرنا بہت پیارا معلوم ہوتا ہے۔ خدا کی حکیم کتاب نے بعض واقعات اور امور کو اپنے اندر لیا ہے جن کے وجود اور قیام سے مومنین کے لیے عجیب فوائد اور مصالح کی بنیادیں پڑی ہیں۔ اگرچہ حقائق ناشناس پست ہمتوں نے ان ہی پر حکمت باتوں کو ہدف اعتراض بنایا۔ اسی طرح ضروری ہے کہ مامور من اللہ کی ہر مہتم بالشان اور پر حکمت بات اور واقعہ کو مکتوب کیا جائے اور محفوظ رکھا جائے۔ خدا تعالےٰ اور اُسکے نبیوں اور مصلحوں نے کبھی نکتہ چینوں اور اُن کی یاوہ گوئیوں کی پروا نہیں کی نہ مصلحت عامہ کی غرض کو ملحوظ رکھکر فرمایا جو کچھ فرمایا اور اپنے برگزیدوں اور خلیفوں کو اُسپر چلایا جسطرح چاہا۔ نکتہ چیں زبانوں نے بڑی بڑی تیزیاں دکھائیں اور معترض قلموں نے حد سے زیادہ ریزہ کاریاں کیں مگر آخر کار زبانیں کٹ گئیں اور قلم گھس گئے یا یوں سمجھلو کہ زبانوں نے خاک مجنہ چاٹ کر اپنی ہرزہ درائی کا اعتراف کیا اور قلموں نے ناک رگڑ رگڑ کر اُسی کو حق تسلیم کیا جسپر سرکشی اور شتابکاری سے حرف رکھا اور زہر اُگلا تھا۔ اللّٰہُ اکبر کیا ہی سچی اور پر شوکت بات ہمارے رب علیم کی ہے
نٓ۔ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۞
اس خط میں جو عنقریب پڑھنے میں آئے گا ہمارے ایک دوست کے اعتراض کا جواب ہے جو اُسنے حضرت حجۃ اللّٰہ نبی اللّٰہ علیہ السلام کے مصارف پر کیا۔ اُس نے سادگی اور نیک نیتی سے چند دوستوں کی زبان بنکر ایسی جرأت کی ہم جانتے ہیں اور بصیرۃ اور تجربہ سے یقین رکھتے ہیں کہ سادگی اور ناواقفیت کبھی کبھی ایسے امر کا ارتکاب کرتی ہے اور دل محافاۃ زنگ اور اعتراض سے برف کی طرح سفید اور پاک ہوتا ہے۔ مانا ہمیں شک نہیں کہ ایسے وسوسوں کی جڑ ناواقفیت خدا کے کلام اور کام سے ہوتی ہے۔ پر معرفت اور لذیذ ایمان خدا تعالےٰ کے ماموروں کے ساتھ ایک نور ہوتا ہے جسکے سامنے وساوس اور اوہام کی تاریکی کبھی ٹھہر نہیں سکتی قرآن کریم کے پڑھنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے زمانہ میں بھی ایسے لوگ تھے جو کسی پرحکمت قول یا فعل کے نہ سمجھنے کے سبب سے کسی وقت گھبرا اُٹھے اور شتابکاری سے زبان اعتراض کھولدیتے مگر اُن کی نیک نیتی اور پاکیزہ فطرتی شفیع بنکر انھیں عنداللہ اور عندالرسول معذور ٹھیراتی۔ مگر ہم اس امر کو بڑے فخر اور ناز سے ظاہر کرتے ہیں کہ لمبی معیت اور صحبت کا شرف حاصل کرنے والے صدیقوں سے ایسی حرکت کبھی ظہور میں نہیں آئی۔ خدا تعالےٰ کی حکیم کتاب سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کبھی پسند نہیں کیا کہ اُس کے خلیفہ اور مامور کی کسی بات اور فعل پر اعتراض کیا جائے اور نہ ہی فطرت سلیم اسے روا رکھتی اور اس مد میں اسکی گنجایش دیکھتی ہے۔ اس پرحکمت امر کے اظہار کے لیے ہمارے نبی کریم کو (صلی اللہ علیہ وسلم) امین فرمایا ہے۔ درحقیقت بات بھی یوں ہی ہے۔ ایک شخص اگر حقیر دنیاوی ناچیز اور فانی امانتوں یعنی چاندی سونے اور تانبے کے چندوں کا سچا محل اور امین نہیں تو کیونکر فطرت سلیم اور عقل مستقیم اجازت دے سکتی ہے کہ ایمان۔ دل اور جان کی بیش قیمت امانتیں اُسکے سپرد کی جائیں اور اپنی تمام محبوبات اور شہوات پر اُس کی رضا کو مقدم رکھا جائے۔ خلیفۃ اللہ کیا ہے خدا کی ایک کل۔ یا مردہ بدست زندہ۔ وہی جس کا سچا نقشہ اس آیت نے دکھایا ہے
قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ بتاؤ تم کیا کہوگے جس کا جینا مرنا عبادت وغیرہ سب خدا کے لیے ہوگیا۔ وہ تو اپنے آپ سے مرگیا اور خدا میں اور اُس کے ساتھ زندہ ہوگیا اب اسکی نہ اپنی کوئی خواہش ہے اور نہ اپنا کوئی ارادہ اور اختیار ہے۔ یہ مقام بڑا اعلیٰ اور یہ منصب بڑا عظیم الشان ہے اس کا سمجھنا خدا کے فضل پر موقوف ہے۔ اسی مقام شریف کی طرف اشارہ کرتی ہے یہ آیت فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۞ جس سعید اور مبارک قوم نے اس امر الٰہی پر عمل کیا۔ اُن کی قوت معرفت کا کوئی اندازہ کرسکتا ہے میں دونوں پر قربان ہوں۔ اُس مبارک اور برگزیدہ وجود پر جو ایسا خدا میں کھویا گیا کہ اُس کا اپنا کچھ نہ رہا یہانتک کہ خدا کبھی گواہی دے اُٹھا کہ اب یہ سارا میرا اور میرے لیے ہے تم اسکے پیچھے ہو جاؤ میں تمسے پیار کروں گا اور اُن پر بھی جنھوں نے پوری بصیرت اور کامل یقین سے اسے ایسا سمجھا اور موت تک اس ایمان پر قائم رہے۔ خدا تعالےٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ کے پیرایہ میں جیسے کہ اُس کی عادت قرآن شریف میں ہی ہے (الخبیر) اس آیت سے (هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ) ایک سِر بتایا۔ اُنھوں نے سمجھا اور خوب سمجھا۔ جزاھم اللّٰہ عنا وعن الاسلام خیرا۔ کیسی صاف بات اور عجیب بات ہے۔ خدا تعالےٰ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اور اُس کے ضمن میں ہمارے سید و مولیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حضرت سلیمان ؑ کی طرح بلکہ اُن سے بڑھ کر بادشاہ ہونے والے تھے فرماتا ہے کہ یہ جو کچھ ہم نے تجھے دیا ہے ہماری عطا ہے اہیں مخلوق کا دخل نہیں کہ کوئی تجھپر اعتراض کرنے کا حق رکھ سکے سو تو خواہ لوگوں کو بخشدے یا اپنے پاس رکھ اس کا کوئی حساب کتاب نہیں۔ اللہ اکبر کیسی فطرۃ صحیحہ کی مطابقت ہے حضرت مسیح موعود نے بھی بے اختیار جواب میں یہی رنگ اختیار کیا ہے۔ ایسی ہی تعلیم کا اثر اور معجزانہ اثر تھا کہ کبھی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور بڑے آدمی کی ذری سی بات پر ایک وادی بکریوں کی عطا کردی تو کوئی بھی معترض نہ ہوا کہ یہ بے محل اسراف ہے اس لیے کہ وہ آپ کو خدا سے حکیم کا حکیم رسول مانتے تھے۔

میں بڑے فخر سے کہتا ہوں کہ اس ایمان کی جو ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے دکھایا کوئی نظیر کسی زمانہ میں پائی نہیں جاتی۔ نہ بنی اسرائیل میں اسلیے کہ توریت اُن کے شکوہ سے یوں پُر ہے جیسے ایک آبلہ پانی سے یا ایک سڑا ہوا پھوڑا بدبودار پیپ سے۔ وہ بار بار اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نکتہ چینیوں اور شرارتوں سے ایذا دیتے تھے نہ عیسویوں میں اس لیے کہ اُن کی قوت معرفت اور محبت اُن کے آخری فعل سے خوب ظاہر ہوتی ہے جو اُنھوں نے اپنے آقا کے ساتھ اُس نازک گھڑی میں دکھائی جبکہ بیگانوں کی آنکھیں بھی خون رو دیتی ہیں۔

آج اس مادہ پرست دنیا میں جس میں ایک ایک فرد سے قید حریت کی بدبودار ہوا سے بانسوں اوپر چڑھا ہوا ہے ایسے ایمان کی کیفیت کا سمجھنا آسان بات نہیں کہ ایک شخص کی ہر بات اور فعل کو خدا کی بات اور فعل مانا جائے اور خواہ اُس کا کوئی قول یا فعل سمجھ میں آئے یا نہ آئے اُسے واجب العمل سمجھا جائے۔ مگر فلاح اسی میں ہے اور قوم اسی طرح بنتی ہے۔ اسلام نے اسی اصل محکم پر ایک قوم بنا کر دکھائی ہے آج کے سرکش اور بیباک لوگ جن کا جھوٹا نام آزاد اور مہذب ہے اُن کی جاہلیت کے زمانہ سے بڑھ کر بیباک نہیں۔ یہ ہندوستان کی تاریک اور پامال مٹی کے فرزند۔ خدا سے مہجور اور بے نور ان میں حوصلہ ہی کیا اور ان پدیوں کا شوربا ہی کیا وہ صحرائے عرب کے آزاد فرزند۔ بات کی تہ پر کٹ مرنے والے ابلیس کی طرح کسی کے آگے کبھی سر تسلیم نہ جھکانے والے کیسے ایک شخص کے آگے سر بسجود ہوئے اور اس سے وہ کچھ پایا جو نہ موسائیوں نے حضرت موسیٰ ؑ کی پیروی سے پایا اور نہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کی پیروی سے۔ مبارک وہ جنھیں یہ ایمان اور عرفان عطا ہو۔

وہ خط یہ ہے

مجی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں ایک مدۃ سے بیماریوں میں رہا اور اب بھی اُن کا بقیہ باقی ہے میں چاہتا تھا کہ اپنے ہاتھ سے جواب لکھوں مگر بباعث بیماری کے لکھ نہ سکا۔

آپ کے پہلے خط کا ماحصل جسقدر مجھکو یاد ہے یہ ہے کہ میری نسبت آپ نے ...... کی جماعت کیطرف سے یہ پیغام پہنچایا تھا کہ روپیہ کے خرچ میں بہت اسراف ہوتا ہے۔ آپ اپنے پاس روپیہ جمع نہ رکھیں اور یہ روپیہ

(مہرالدین)

ایک کمیٹی کے سپرد ہو جو حسب ضرورۃ خرچ کیا کریں۔ اور یہ بھی ذکر تھا کہ اسی روپیہ میں سے باغ کے چند خود منگا رکھی روٹیاں کھاتے ہیں اور ایسا ہی اور کئی قسم کے اسراف کی طرف اشارہ تھا جنکو میں لکھنا نہیں۔ آپ نے اپنی نیک نیتی سے جو کچھ لکھا بہتر لکھا۔ میں ضروری نہیں سمجھتا کہ اس کا رد لکھوں۔ میں آپ کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو پورا کرنا مومن کا فرض ہے اور اسکے خلاف ورزی معصیت ہے کہ آپ ..... کی تمام جماعت کو اور خصوصاً ایسے صاحبوں کو جن کے دلوں میں یہ اعتراض پیدا ہوا ہے بہت صفائی سے اور کھول کر سمجھا دیں کہ اسکے بعد ہم ..... کا چندہ بکلی بند کرتے ہیں اور اُن پر حرام ہے اور قطعاً حرام ہے اور مثل گوشت خنزیر ہے کہ ہمارے کسی سلسلہ کی مدد کے لیے اپنی تمام زندگی تک ایک حبہ بھی بھیجیں۔ ایسا ہی ہر شخص جو ایسے اعتراض دلمیں مخفی رکھتا ہے اسکو بھی ہم یہی قسم دیتے ہیں۔ **یہ کام خدا تعالیٰ کیطرف سے ہے اور اسطرح وہ میرے دلمیں ڈالتا ہے خواہ وہ کام لوگوں کی نظر میں صحیح ہے یا غیر صحیح درست ہے یا غلط میں اسطرح کرتا ہوں۔ لیکن جو شخص کچھ مدد دیکر مجھے اسراف کا طعنہ دیتا ہے وہ میرے پر حملہ کرتا ہے ایسا حملہ قابل برداشت نہیں۔ اصل تو یہ ہے کہ مجھے کسی کی بھی پروا نہیں۔** اگر تمام جماعت کے لوگ متفق ہو کر چندہ بند کر دیں یا مجھ سے منحرف ہو جائیں **تو وہ جس نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے وہ اور جماعت ان سے بہتر پیدا کر دیگا جو صدق اور اخلاص رکھتی ہو گی** جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے **فرمایا ہے یَنْصُرُکَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ۔ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ** یعنی خدا تیری اپنے پاس سے مدد کریگا۔ تیری وہ مرد مدد کرینگے جن کے دلوں میں ہم آپ وحی کرینگے اور الہام کرینگے پس اس کے بعد میں ایسے لوگوں کو ایک حبہ ... جو کہنے کیطرح بھی نہیں سمجھتا جن کے دلوں میں **بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں** اور کیا وجہ کہ انھیں جبکہ میں ایسے خشک دل لوگوں کو چندہ کے لیے مجبور نہیں کرتا جن کا ایمان ہنوز ناتمام ہے۔ مجھے وہ لوگ چندہ دے سکتے ہیں جو اپنے سچے دل سے **مجھے خلیفۃ اللہ سمجھتے ہیں** اور میرے تمام کاروبار خواہ اُنکو سمجھیں یا نہ سمجھیں اُن پر ایمان لاتے اور ان پر اعتراض کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ میں تاجر نہیں کہ کوئی حساب رکھوں۔ میں کسی کمیٹی کا خزانچی نہیں کہ کسیکو حساب دوں۔ میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو ایک ذرہ بھی میری نسبت اور میرے مصارف کی نسبت اعتراض دلمیں رکھتا ہے اُسپر حرام ہے کہ ایک کوڑی میری طرف بھیجے۔ مجھے کسیکی پروا نہیں جبکہ خدا مجھے بکثرت کہتا ہے گویا ہر روز کہتا ہے کہ میں ہی بھیجتا ہوں جو آتا ہے اور کبھی میرے مصارف پر وہ اعتراض نہیں کرتا تو دوسرا کون ہے جو مجھپر اعتراض کرے۔ ایسا اعتراض آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی تقسیم اموال غنیمت کے وقت کیا گیا تھا۔ سو میں آپکو دوبارہ لکھتا ہوں کہ آیندہ سبکو کہدیں کہ تمکو اُس خدا کی قسم ہے جسنے تمھیں پیدا کیا اور ایسا ہی ہر ایک جو اس خیال میں انکا شریک ہے کہ ایک حبہ بھی میری طرف کسی سلسلہ کے لیے کبھی اپنی عمر تک ارسال نہ کریں پھر دیکھیں کہ ہمارا کیا حرج ہوا۔ اب قسم کے بعد میرے پاس نہیں کہ اور لکھوں

خاکسار مرزا غلام احمدؐ

اگرچہ خط اس قابل ہے کہ کھول کھول کر اُن فوائد اور مصالح کو بیان کیا جائے جو اس سے مستنبط ہوتے ہیں مگر مجھے یقین ہے کہ رشید اور سعید دل خود ہی مستفید ہو جائینگے۔ اس سے استفادہ اور عدم استفادہ کو خدا تعالیٰ کی مشیت اور قلوب کی سعادۃ اور شقاوۃ کے حوالہ کر کے آخر میں چند باتیں گذارش کرنی مناسب سمجھتا ہوں۔ جیسے اُن صحابہ سے ہمیں دین کا بہت سا حصہ پہنچا ہے جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آپ کے اندرونی اور بیرونی واقعات اور احوال پر پورے واقف ہو کر آپ کی سچائی اور سیرۃ کے گواہ ٹھہر گئے۔ میرے دل میں بڑی تڑپ یہ آرزو رہتی ہے کہ وہ لوگ جو اسرار نبوۃ اور مصالح ماموریت کی نسبت کوئی شبہ یا وسوسہ دل میں رکھتے ہیں خواہ وہ مخالف ہیں اور خواہ سادہ ناواقف ہوں اور نیک نیتی سے کسی امر کی سچائی اور اصلیت پر آگاہ ہو جانا چاہتے ہوں

وہ اسی منہاج اول کے موافق اُن لوگوں کی طرف رجوع کریں جنھیں اللہ تعالیٰ نے رحمانیت سے حضرت موعود علیہ السلام کا شرف صحبت اور فخر معیت بخشا ہے۔ پھر انکی گواہی پر اسی طرح ایمان لاویں جسطرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق صحابہ کی گواہی پر ایمان لائے ہیں۔ اور درحقیقت اس سے چارہ نہیں اور حق بھی اسی میں ہے۔ سنۃ اللہ اسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جزوی و کلی حالات سے واقف وہی ہوتے ہیں جو محبت اور صدق اور حسن ظن سے مدۃ دراز تک مامور کی صحبت میں رہتے ہیں۔ مخالف اور عدو کو کہاں نصیب ہوتا اور موقعہ ملتا ہے کہ وہ راست بازوں کی صحبت میں رہے۔ آخر وہی احباب اور اصحاب مامور کی صداقت اور صدق کے گواہ ٹھیرتے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ مامور کی نسبت اُس کے مخالفوں کی گواہی کو کبھی کسی زمانہ میں قابل اعتنا نہ سمجھا گیا ہو۔ فطرت سلیم بھی فتویٰ دیتی ہے۔ مگر تعجب ہے ایک یوروپین پادری ولیم میور پر جو اسپات کا پیاسا ہے کہ کیوں ابوجہل اور اُس کی پارٹی کی گواہی حضرۃ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت قبول نہیں کیجاتی تعجب یہ ہے کہ یسوع کی نسبت اُن کے ہمعصر اور ہم قوم بنی اسرائیل کی گواہی منظور نہیں کرتا۔ اس سے کچھ کم تعجب مجھے شیعوں کے مقتدا اور مایہ ناز یا غارت کن ایمان علاّمہ حلّی پر ہے جو ابوبکر صدیق (علیہ السلام) کے مقابل مسیلمہ کذاب اور حضرت عمر فاروق (علیہ السلام) کے مقابل اُس خبیث قاتل کی جنبہ داری کرتا اور اُن کی گواہی کو حق اور اُن کے فعل کو موزون کہتا ہے۔ پھر مجھے کچھ تعجب اس زمانہ کے مولویوں اور اُن کے کمیش فطرت مقلدوں پر نہیں جو اُن آباء کے نقش قدم پر چلکر حضرت موعود کے مخالفوں کی گواہی لیتے ہیں اور اصحاب کے پوچھنا کفر سمجھتے ہیں۔

کیا یہ تاسف اور تعجب کی بات نہیں کہ دور اور مہجور دشمنوں کو جنھیں کبھی بھی مامور کی صحبت میں رہنا نہیں ملا۔ حضرت مامور کی وہ باتیں نظر آ جاتی ہیں جو خلوت اور جلوت کے حالات کے واقفوں کو معلوم نہیں ہوتی۔ مومن کی جیسی نرمی اور بھیانک تصویر وہ کھینچتے ہیں اگر درحقیقت اگر وہ شکل اور وہی ہیئت کسی کی ہو تو اُس سے تو پاس والے ہزاروں کوس دور بھاگیں۔ چہ جائیکہ اس کے قریب و معیت کو رات دن خدا تعالیٰ سے اپنی نمازوں میں مانگیں۔

وہ جو خدا تعالیٰ کے لیے ہر محبوب و مالوف شے سے ہجرۃ کر کے اس کے قدموں میں زندگی بسر کرنا خدا تعالیٰ کی رضا کا موجب یقین کرتے ہیں کیا وہ اُس تصویر پر جان اور مال قربان کرتے ہیں جسے دشمنوں نے اپنی پر شقاوۃ البموں میں رکھا ہوا ہے۔ نہیں نہیں اصلی تصویر وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اصحاب پر منکشف ہوتی ہے۔ اسی دلربا پرجذب تصویر کی کشش سے وہ اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اُس کے قدموں پر نثار کرتے اور اُسپر خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں کہ اُنھیں یہ توفیق ملی۔ آخر میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان چند سطروں میں برکت ڈال دے اور بہت سے دل اس سے فائدہ حاصل کریں۔

خاکسار عبد الکریم۔ قادیان ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء

ایک مناسب درخواست اور تحریک

کسی قوم میں ملیت اور وحدۃ پیدا کرنے کے اسباب میں سے یہ بھی ہے کہ اس قوم کے افراد باہم رشتہ داریاں قایم کر کے اس اخوۃ کا عملی ثبوت دیں جو کسی امام و مامور کے ماتحت ہو کر وہ پیدا کرنا چاہتے ہیں یہ ایسی زبردست ضرورۃ ہے کہ خود حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اسکو محسوس کیا اور ایک اشتہار ۷ جون ۱۸۹۸ء کو شائع کیا جس میں آپ نے تحریر فرمایا کہ "چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم اور اسکی عنایات سے ہماری جماعت میں بہت ترقی ہو رہی ہے۔ اسلیے قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ ان کے باہمی اتحاد بڑھانے کے لیے اور نیز ان کو اہل اقارب کے بد اثر سے بچانے کے لیے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاحوں کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جاوے یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں اُن سے ہماری جماعت کے لیے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کر کے اس جماعت میں داخل نہ ہوں اور اب یہ جماعت کسی بات میں اُن کی محتاج نہیں مال میں دولت میں علم میں فضیلت میں

خاندان میں پرہیزگاری میں ممتاز ہستی رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثناخواں اور تابع ہیں۔

یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں ہے۔ جب تک پاکی اور سچائی کے لیے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑے گا اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔ الآخرہ"

یہ حضرت حجۃ اللہ کا ارشاد ہے جو اس اشتہار میں شائع ہوا تھا۔ قوم کو قوم بنانے کے لیے یہ ضروری اور کارگر نسخہ ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ہم لوگ ان امور کی پابندی اور تجدید سنت میں بہت کمزوریاں ظاہر دکھاتے ہیں۔ اکابران امت مثل حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب و حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب ایسے امور میں ایک بہترین نمونہ اور تشہیر کا کام دینے کو خدا کے فضل سے موجود ہیں۔ لیکن ابھی تک پرانی رسوم میں ہم گرفتار ہیں۔ اصل معیار تقویٰ و طہارت کو چھوڑ کر خوبصورتی اور ہڈی کی تلاش ہمارے سامنے رہتی ہے۔ اور دولتمند اور مفلس کا سوال ہمارے پیش نظر۔

الحکم میں پچھلے دنوں شیخ غلام احمد صاحب نومسلم اور میاں رحمت اللہ صاحب سبزی فروش کے متعلق شادی کی درخواست کے متعلق میں نے نوٹ شائع کیے تھے لیکن مجھے تعجب ہوا کہ ان پر توجہ نہیں ہوئی۔ حالانکہ شیخ صاحب ایک شریف ہندو خاندان کی یادگار ہیں اور محض خدا کیلیے اپنی برادری سے الگ ہوئے ہیں اور پھر محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لیے حضرۃ اقدس کی صحبت میں رہنے کے لیے یہاں دارالامان میں رہتے اور اپنی قوت بازو سے اپنی ضروریات کے لیے سامان ہم پہنچاتے ہیں مگر محض اس خیال سے کہ وہ سبزی فروشی کرتے ہیں شاید کسی بزرگ کو توجہ نہیں ہوئی۔ ایسا ہی میاں رحمت اللہ صاحب جہاں تک میں ذاتی طور سے واقف ہوں ایک شریف زمیندار تجارت پیشہ ہیں اور معقول آمدنی رکھتا ہے لیکن سبزی فروشی شاید ان کے لیے کسی بھائی کو تعلق پیدا کرنے سے مانع ہوئی۔ خدا کرے میرا قیاس غلط اور محض غلط ہو۔

لیکن اگر یہ راست ہو تو بہت افسوسناک امر ہے۔ قومی ضرورتیں قوم ہی میں پیش ہونگی اور قوم ہی کو ان کا انتظام کرنا پڑے گا۔ میری رائے میں مولانا مولوی نورالدین صاحب اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب افراد قوم کو ایسے مشوروں کے لیے بہترین مشیر ہو سکتے ہیں اگر قوم فائدہ اٹھانا چاہے۔

اس تحریک کی تمہید ایک اپنے بھائی کی درخواست پر لکھنی کی ضرورت پڑی۔ جنھوں نے اس ضرورت کے لیے مجھے خط لکھا ہے اور اخبار کے ذریعہ فائدہ اٹھانا چاہا ہے ان کی درخواست بہت مناسب اور ضروری ہے اسلیے میں اپنے الفاظ میں اسے درج کر دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ کوئی سعید بھائی جسکو خدا تعالیٰ نے ایسا تعلق پیدا کرنے کے لیے موقع دیا ہو اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیگا۔

خصوصاً ضلع ہوشیارپور اور جالندھر میں ہمارے احمدی راجپوت بھائی اچھا موقع رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر ممتاز علی خان صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ میانمیر جو بہادری سے سمالی لینڈ کی مہم سے واپس آئے ہیں اور جن کے درجہ اول میں منتقل کیے جانے کی سپارشیں انکے افسران اعلیٰ نے کی ہیں ایک شریف راجپوت بھٹی خاندان کے ہیں جو کوٹ بھٹیاں ضلع گورداسپور کے باشندہ ہیں انکی عمر اسوقت ۴۰ سال کی ہے اور ۱۰۰ ماہوار تنخواہ پاتے ہیں اپنے والدین کے گھر اکلوتے لڑکے ہیں اور انکے چار گھماؤں اراضی کے واحد وارث ہیں یہ ظاہر ہے کہ ایک لائق شریف خاندانی اور پھر خدا کے فضل سے معقول حیثیت لڑکا ملنا آسان نہیں ہوتا اسلیے انکے رشتہ دار کہیں بیسیوں تقریبیں کے لیے اکثر لوگ فخر کے ساتھ خواہشمند ہیں مگر وہ صرف اپنی جماعت میں ایسا تعلق کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی پہلی بیوی ابھی ہے مگر وہ عارضہ سل میں مبتلا ہے اور اس کی حالت نازک ہے۔ اس بنا پر وہ چاہتے ہیں کہ اپنی جماعت میں ایسا تعلق پیدا کریں۔ ڈاکٹر صاحب چاہتے ہیں کہ لڑکی مغل راجپوت یا پٹھان قوم سے ہو۔ عمر میں ۱۵ یا ۱۶ سال سے کم نہ ہو ما طاب لکم کے ماتحت حسن خلق و خُلق رکھتی ہو۔ صحیح البدن ہو۔ خاندان میں کوئی متعدی مرض نہ ہو۔ خندہ پیشانی ملنسار ہو۔ اس کے تین چار بھائی ہوں۔ مستورات کی ضروریات اور فرائض خانہ داری سینا پرونا وغیرہ سے واقف ہو۔

ضروری تعلیم سے واقف ہو۔ قرآن مجید کا ترجمہ اور دوسری مذہبی کتب اردو زبان میں پڑھ سکتی ہو تو بہت ہی بہتر ہے۔

جو صاحب ڈاکٹر صاحب سے اس معاملہ کے متعلق خط و کتابت کرنا چاہیں وہ ڈاکٹر ممتاز علیخان صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ میانمیر کے پتہ سے خط و کتابت کر سکتے ہیں۔

تربیت اولاد پر حکیم الامۃ

۲۹ مارچ ۱۹۰۵ء کو قریب شام مجھے حضرت حکیم الامۃ کے حضور شرف ملازمت حاصل تھا باتوں ہی باتوں میں اس بات پر ذکر آگیا کہ آپ **عبدالحی** کو بہت آزاد کیوں رکھتے ہیں اور اسکو کبھی تنبیہ نہیں کرتے۔

فرمایا۔ میں اسکو مناسب تنبیہ تو کرتا ہوں اور ایسے طور پر کہ اسے ذرا بھی ناگوار نہیں ہوتا اور وہ اصلاح کر لیتا ہے لیکن بچوں کو مارنا پیٹنا یہ میں بالکل نامناسب سمجھتا ہوں اسکے مندرجہ ذیل وجوہ ہیں جو میں اسکو کھلا چھوڑ دیتا ہوں

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے **اکرموا اولادکم** یعنی اپنی اولاد کی تکریم کرو اس لیے اس حدیث پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۲) صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرۃ میں دیکھتا ہوں کہ انھوں نے بچوں کو زدوکوب سے پرورش نہیں کیا

(۳) پھر میں یہاں تک بھی پاتا ہوں کہ عہد رسالت میں بچوں کو ہرگز نہیں مارا جاتا تھا۔

(۴) جبکہ شریعت اور خدا تعالیٰ نے انکو ابھی مکلف نہیں کیا تو ہم کون ہیں جو مکلف کر سکیں۔

(۵) عبدالحی اللہ تعالیٰ کی ایک آیۃ ہے حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک پیشگوئی کے موافق پیدا ہوا ہے۔ آیۃ اللہ کی بے حرمتی اچھی نہیں۔

(۶) خود حضرت اقدس علیہ السلام کو میں دیکھتا ہوں کہ وہ بچوں کو زجر و توبیخ نہیں کرتے۔ میں نے خود سنا ہے کہ جب کبھی ام المومنین نے کسی بچہ کی کوئی شکایت کی ہے تو فرمایا ہے "کہ میں دیکھتا ہوں کہ اسکی فطرۃ اس سے کیا کراتی ہے میں دعا کروں گا"

(۷) اولاد کے لیے دعائیں کرنی چاہییں کہ وہ نیک ہو تاکہ ہمارے لیے دعائیں کرنیوالی ہو لیکن اگر شروع ہی سے ہم ان کے دل میں اپنے لیے بغض پیدا کر لیں گے تو وہ دعائیں کرنیوالی ہوگی یا بد دعا کرنے والی۔

(۸) میری اور میرے بھائی بہنوں کی تربیت کبھی اس رنگ سے نہیں ہوئی میرے والدین ہم سب پر اور مجھ پر بہت ہی بڑی عنایت اور شفقت کیا کرتے تھے۔ ہماری تعلیم کے لیے وہ کبھی بڑی سے بڑے خرچ کیلیے بھی آزردہ خاطر نہ ہوتے تھے بلکہ بڑی خوشی سے ادا کرتے تھے میں نے کبھی اپنے والد یا والدہ ماجدہ سے کوئی گالی بچوں کو نہیں سنی بلکہ والدہ صاحبہ جنسے ہزاروں لڑکیوں اور لڑکوں نے قرآن شریف پڑھا ہے وہ اگر کسیکو گالی دیتی تھیں تو وہ یہ گالی دیتی تھیں محروم نہ جاویں۔

(۹) جب ہم خود (باوجودیکہ اسقدر عمر ہو گئی ہے اور بہت کچھ پڑھا اور پڑھایا ہے) بھی غلطی کر بیٹھتے ہیں تو جنکو کچھ بھی واقفیت اور علم نہیں اگر غلطی کر بیٹھیں تو اس پر اسقدر غصہ اور غضب کیوں ہو۔

(۱۰) غلطیوں اور فروگذاشتوں پر دعا کرنی چاہیے حضرۃ اقدس علیہ السلام گھر میں ایکدفعہ فرما رہے تھے کہ لوگ جو کسی پر ناراض ہوتے ہیں مجھے حیرت ہے کہ جب وہ ناراض ہوتے ہیں کیا انھوں نے اسکے واسطے چالیس دن رو رو کر دعا بھی کی ہے اگر چالیس دن رو رو کر دعا کرے اور پھر بھی اسکی اصلاح نہ ہو۔ تو البتہ اسے ناراض ہونے کا موقعہ ہے۔

استفسار اور اُن کے جواب

(از حکیم الامۃ)

(۱) قبرستان کے لیے جو زمین وقف کی جاوے اس میں اگر کوئی شخص مسجد بناوے اور پھر اس مسجد کو پیچھے کیجانب محراب و منبر وغیرہ توڑ کر مال زکوۃ سے بنا سکتا ہے یا نہیں

الجواب مسجد کو پیچھے کیجانب یعنی قبلہ رخ ہٹانے کی ممانعت شرع اسلام سے ثابت نہیں بلکہ مسجد مکہ اور مسجد نبوی بھی ہر طرف سے بڑھائی گئی ہے۔ منبر محراب توڑنے کی ممانعت بھی ثابت نہیں قبرستان کو مسجد بنانا یا وقف کے خلاف ورزی کرنا تو ممنوع ہے مگر اس میں بھی تو بر طلب یہ امر ہے کہ مسجد نبوی بھی جس مقام پر بنائی گئی ہے وہ بھی قبرستان تھا۔

مصرف زکوۃ میں مسجد کا بنانا ہرگز نہیں ہو سکتا لا تصرف الزکوۃ الی بناء المسجد و قنطرۃ واصلاح طرق ونحوها (عینی شرح کنز)

قرآن کریم۔ احادیث صحیحہ اور آثار سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ زکوۃ سے مسجدیں بنائی گئی ہوں

(۲) سورہ بنی اسرائیل کے شروع میں جو یہود پر دو دفعہ کے وقت آئے وہ کب آئے تھے اور مسلمانوں پر کب۔

الجواب قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ بیشک بنی اسرائیل کی طرح مسلمانوں پر بھی یہ دو خطرناک وقت آئینگے بنی اسرائیل پر پہلی آفت حضرۃ داؤد و سلیمان کے عہد سلطنت کے بعد میں پڑی جبکہ بابل کے بادشاہ اور مشرق کے لوگ انکو قید کر کے لے گئے۔ مسلمانوں پر یہ تباہی کا وقت عباسیوں کی سلطنت میں آیا جبکہ ہلاکو اور اسکی قوم نے انکی سلطنت کو بیخ سے کاٹ ڈالا یہ تو وعد اولٰہما کی تفسیر ہوئی دوسری دفعہ بنی اسرائیل پر مسیح کے وقت میں بڑی تباہی آئی جو مسیح کی مخالفت کا نتیجہ تھا اور انکی مخالفت ہی اسکا باعث ہوئی۔

مسلمانوں کے لیے بھی یہ دو وقت سخت خطرہ کے ہیں ایک وقت تو ان پر عباسیوں کے عہد میں آچکا ہے اب دوسرا وقت جو مسیح موعود کی مخالفت کا نتیجہ ہوگا وہ اسکی پوری مخالفت پر موقوف تھا جسکا زمانہ مسیح موسوی کیطرح اسکے بعد اپنی مخالفت کا مزہ چکھائے گا یہ دو زمانے جو مسلمانوں پر آنے تھے ایک زمانہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں اور دوسرا آرہا ہے پھر جسطرح بنی اسرائیل پر مختلف تباہیاں آئی ہیں ایسے ہی مسلمانوں کو مختلف تباہیاں ان الفاظ میں بتائی گئی ہیں خسف بالمشرق خسف بالمغرب و خسف فی

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ستیارتھ پرکاش کی اغلاط

سکرٹری سناتن دہرم کمار سبھا لاہور نے آریہ سماج کو چیلنج دیا کہ ستیارتھ پرکاش میں ۸۰ فیصدی غلطیاں ہیں اگر اسمین آپ کو شک ہو تو شاستراتھ کر لو۔ سناتن دہرم کمار سبھا لاہور آریہ سماج پر احسان کرے گی اگر ان غلطیوں کو شائع کر دے۔

سوامی دیانند ناستک مشہور تھے

آریوں کے مہاتما سرغنہ بابو منشی رام صاحب ۲۸ پھاگن کے پرچارک میں اپنی زندگی کے نشیب و فراز لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ دو کاشی میں انہیں دنوں مشہور ہوا کہ ایک بڑا ناستک آیا ہے جو دن کو مشعل اپنے دونوں طرف جلائے رکھتا ہے اوسکے جادو کے نیچے کو جو پنڈت روبرو جاتا ہے دب جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ماتا جی ہمیں اون دنوں نہیں جانے دیتی تھیں۔ مبادا ہم دونوں بھائی اس جادوگر کے پیچے میں نہ پھنس جاوین۔ گو جیون چرتر میں اوسوقت سوامی دیانند کا کاشی میں جانا درج نہیں۔ لیکن پتا جی سے معلوم ہوا تھا کہ وہ شہرت سوامی دیانند کی تھی"۔ بابو منشی رام جی ملاحظہ تو فرمائیے کہ جن سوامی دیانند کو آپ اپنا گرو خیال کرتے ہیں اُن کو آپکے پتا اور ماتا اور اہل کاشی ناستک اور جادوگر خیال کرتے تھے۔ اس موقع پر تو وہی مثل صادق آتی ہے۔ باپ نے ماری مینڈکی اور بیٹا تیرانداز۔ (سناتن دہرم گزٹ)

مدراس کے عیسائی

لالہ لاجپت رائے صاحب پلیڈر نے اپنے سفر جنوبی ہندوستان پر لیکچر دیتے ہوئے مدراس کے عیسائیوں کا مندرجہ ذیل حال بیان کیا ہے۔

باوجود اس کے کہ میں جغرافیہ سے ناواقف نہ تھا تاہم بعض بعض مقامات کی نسبت مجھے بالکل علم نہیں تھا کہ وہ ساحل ملابار پر واقع ہیں یا ساحل کارومنڈل پر۔ مدراس کا علاقہ بمبئی سے اُدھر ۲۰۰ میل سے شروع ہوتا ہے۔ جہاز کا سفر نسبتاً ریل سے سستا ہوتا ہے۔ ریل چکر کھا کر جاتی ہے۔ مدراس میں میں نے جو پہلا شہر دیکھا وہ منگلور تھا۔ یہاں عیسائیوں کی آبادی بہت ہے۔ گرجا گھر بیشمار ہیں کرسچین کالج کا چرچ بہت بڑا ہے اسکے تمام در و دیواروں پر انجیل کے قصے اور کہانیوں کے متعلق تصاویر نقش ہیں اور ان واقعات و تلمیحات کے اظہار کے لئے کہیں کہیں انجیل کی آیتیں بھی نیچے لکھدی گئی ہیں۔ ان کے خوبصورت ہونے میں کوئی شک نہیں ہے دکھن میں کیتھولک عقاید کا رواج بہت ہے۔ پروٹسٹنٹ چرچ کے پیرو صرف خال خال نظر آئیں گے۔ رومن کیتھولک چرچ کے مسیحیوں کا طرز پرستش ہندوؤں سے بہت تشابہ ہے دن کے وقت گرجاؤں میں بتیاں جلائی جاتی ہیں۔ اور پورانک ہندوؤں کی طرح عیسائی بھی مورتوں کے سامنے سر جھکاتے اور ڈنڈوت کرتے ہیں۔ عیسیٰ کی مورتی کے سامنے دو زانو ہوکر اور مسیحی طریق کے سنتوں کے سامنے ایک زانو ہوکر سر جھکاتے ہیں یا کھڑے ہوکر ہاتھ جوڑتے ہیں۔ چرچ میں بہت جگہ پونر جلی دیوار و منبر رکھا رہتا ہے؟ اوسکے چھینٹے اپنے سروں پر ڈالتے ہیں۔ ہندوؤں کی طرح چرچ میں جوتا پہن کے جاتے۔ بعض مورتوں کے نیچے لکھا ہوا ہے کہ اگر یہاں سجدہ کیا جائے یا اس کے سامنے بیٹھکر پوجا کی جائے تو سو روز کی عاقبتیں ملیں گی۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ دیسی عیسائیوں کو ہندوؤں سے تمیز کرنا بہت مشکل ہے اون کی طرز معاشرت ایک سی ہے ہندوؤں کی طرح یگیوپویت پہنتے ہیں۔ ذات پانت کا خیال ویسا ہی دامنگیر ہے۔ عام پوشش دہوتی اور کوٹ ہے۔ ان میں بھی جوتا پہننے کا رواج نہیں ہے۔ بعض بعض دوسروں کے ہاتھ کا چھوا ہوا کھانا بھی نہیں کھاتے۔ گاء اور سور کا گوشت تو قطعی حرام سمجھ لیا گیا ہے لیکن بہت آدمی ایسے نکلیں گے جو بالکل گوشت کے استعمال سے پرہیز کرتے ہیں۔ تیوہاروں کے دن تو بالخصوص اس سے ذرا بھی سروکار نہیں رکھتے۔ ایسی حالت میں ہندو و عیسائیوں میں فرق اجنبی کے لئے غور و دقت کا مضمون بن جاتا ہے۔ مذہبی فرق صرف اسقدر ہے کہ ہندو رام کرشن وغیرہ کی مورتیں پوجتے ہیں یہ عیسیٰ مریم اور سنتوں کی مورتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ نئے تہذیب کے علامات بہت کم نظر آتے ہیں۔ رسم و رواج بالکل ہندوؤں کی طرح ہیں۔ جس طرح ہندوؤں کے ہاں مرنے کے وقت کی خیرات مہا برہمن لیتے ہیں ویسے ہی پادریوں کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے۔ برہمنوں کے ٹیکس کی طرح پادری بھی ان سے مذہبی معاوضہ وصول کیا کرتے ہیں ہندو تقاریب کیطرح اوقات مقررہ پر مذہبی رسم ادا کئے جاتے ہیں۔ مجھے یہ کیفیت دیکھکر سخت تعجب ہوا میں نے ایک عیسائی سے پوچھا۔ کیا تم آواگون مانتے ہو؟ اوس نے جواب کیوں نہیں! سوائے مورتیوں کے تبدیل کر لینے کے اور وہاں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر آریہ سماج کے چند حامی وہاں جاکر کام کرنا چاہیں تو ہنکو بہ آسانی جلد واپس لا سکتے ہیں۔ جو سوشل دقتیں یہاں ہیں وہ وہاں نہیں ہیں۔ یہاں کے عیسائی تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں سے بالکل تعلق نہیں رکھتے۔ مگر مدراسی کرشچین کی کیفیت جداگانہ ہے۔ رسومات وغیرہ سب بدستور ہیں سوشل رواج میں مطلق فرق نہیں آیا ہے صرف اتنا کام ہے کہ بائبل کی جگہ وید اون کے ہاتھ میں دیدیا جائے اور عیسیٰ کی جگہ پرماتما کا اشلوک سکھا یا جائے۔ اون کا عام لباس جیسا میں نے پہلے عرض کیا ہے دہوتی۔ چھوٹا قمیض بنیان اور گلے میں دوپٹہ ہے۔ بعض بعض دہوتی کے سوا بدن پر کوئی کپڑا نہیں رکھتے۔ حتیٰ کہ طالب علم بھی اکثر ایسے ہی رہتے ہیں۔ ایک موقعہ پر ایک میٹنگ منعقد تھی۔ او سمیں پانچسو آدمی شریک تھے سب کے سر اور پاؤں ننگے تھے میں چند معزز آدمیوں کی اسی وضع میں دیکھکر سمجھا برہمن ہونگے مگر بعد میں گرجا گھر میں شریک ہوتے ہوئے دیکھکر معلوم ہوا وہ عیسائی تھے۔ مشرقی ممالک میں جو مسیحی پادری ہندو کے بہکانے کیلئے آتے تھے اونکو جیسوٹ JESUITS کہتے ہیں سینٹ زیویر ST: XAVIER ان سب کا پیشرو تھا۔ ان لوگوں نے عجیب طریق پر کام کیا بالعوض اسکے کہ کسی قسم کی مذہبی تردید کرتے بائبل کو سنسکرت میں ترجمہ کرکے پانچویں وید کے نام سے ان کے ہاتھ میں دیا۔ اور سنسکرت کے مدارس قایم کر دئیے عیسائی تو ضرور بنا لیا مگر یگیوپویت وغیرہ قومی رواج کو صدمہ نہیں پہونچایا۔

ایک سجادہ نشین کی پیشگوئی

(۲۵ مارچ ۱۹۰۵ء)

عصر کی نماز کے پیشتر حضرۃ حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور صاحبزادہ سراج الحق صاحب نعمانی نے اپنے بڑے بھائی شاہ خلیل الرحمٰن صاحب سجادہ نشین سرساوہ کا خط سنایا جسمیں انہوں نے حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت بطور پیشگوئی لکھا تھا کہ وہ جلد فوت ہو جائینگے اور انکی سلسلہ کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ میں کشف قبور کر سکتا ہوں اور کرا سکتا ہوں اگر مرزا صاحب سچے ہیں تو وہ بھی مجھے کشف قبور کرکے دکھائیں وغیرہ (خلاصہ)۔

حضرت اقدس نے سرسری طور پر اس کا ذکر سن لیا پھر نماز عصر ادا فرمائی۔ بعد نماز عصر کوئی ایسی تحریک آیا پیش ہوئی کہ آپ نے صاحبزادہ سراج الحق صاحب کو دوبارہ مسجد میں بلایا اور فرمایا کہ اوس خط کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

آپ انکو بھی طرف سے ایک خط لکھدو۔ کہ یہ پیشگوئی جو آپ نے کی ہے اس میری تو برسوں کی مراد بر آئی میں یہی چاہتا تھا کیونکہ اس سے سچائی کا فیصلہ ہو جاتا ہے لیکن مہربانی کرکے اتنی تصریح کر دو کہ کیا وہ (مرزا صاحب) آپ سے پہلے فوت ہو نگے یا پیچھے تا کہ پھر اس پیشگوئی کو آپکی کرامت قرار دیکر شایع کر دیا جاوے جب یہ پیشگوئی پوری ہوگی اوسوقت دنیا دیکھ لیگی

پس آپ اب ہرگز دیر نہ کریں بہت جلد اس امر کو لکھ بھیجیں اور کشف قبور کا معاملہ تو بالکل بیہودہ امر ہے جو شخص زندہ خدا سے کلام کرتا ہے اور اسکی تازہ بتازہ وحی اسپر آتی ہے اور اسکے ہزاروں نہیں لاکھوں ثبوت بھی موجود ہیں۔ اسکو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ مردوں سے کلام کرے اور مردوں کی تلاش کرے۔ اور اس امر کا ثبوت ہی کیا ہے کہ فلاں مردے سے کلام کیا ہے یہاں تو لاکھوں ثبوت موجود ہیں ایک ایک کارڈ اور ایک ایک آدمی اور ایک ایک روپیہ جو آتا ہے وہ خدا کا ایک زبردست نشان ہے کیونکہ ایک عرصہ دراز پیشتر خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ یاتون من کل فج عمیق ویاتیک من کل فج عمیق اور ایسے وقت فرمایا تھا کہ کوئی شخص بھی مجھے نہ جانتا تھا اب یہ پیشگوئی کیسے زور شور سے پوری ہو رہی ہے کیا اسکی کوئی نظیر بھی ہے؟ غرض ہمیں کیا ضرورۃ پڑی ہے کہ ہم زندہ خدا کو چھوڑ کر مردوں کو تلاش کریں؟

ایڈیٹر الحکم - فی الحقیقت اگر شاہ **خلیل الرحمٰن صاحب** اپنی اس پیشگوئی میں سچے ہیں اور خدا تعالیٰ سے انہوں نے خبر اور علم پاکر ایسا لکھا ہے تو انہیں مردانہ وار اس میدان میں قدم رکھنا چاہیئے اور خدا تعالیٰ کی قسم کہا کر اس پیشگوئی کو شائع کرنا چاہیئے ایسا کرنے سے وہ تمام سجادہ نشینوں کی جو اس سلسلہ کے مخالف ہیں **عزت** رکھ لینگے۔ کیونکہ آجتک کسی بھی صوفی اور گدی نشین کو یہ حوصلہ نہیں ہوا ہے کہ وہ اس قسم کی پیشگوئی کرتا اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے **زندہ تعلقات** اور اپنی قبولیت دعا کا ثبوت دیتا۔ پیشگوئی کرنا تو بہت بڑی بات ہے ہمنے تو بجز غلام دستگیر قصوری کوئی ایسا بھی مرد میدان نہیں پایا جو خدا تعالیٰ کی قسم کہا کر لکھ دیتا اور ایسی دعا شائع کر دیتا کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد صاحب اپنے دعاوی میں کذاب ہے اور مفتری علے اللہ ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ اگر میں اپنے دعویٰ میں کذاب اور مفتری ہوں اور مرزا غلام احمد صاحب سچے ہیں تو تو کاذب کو صادق کے سامنے موت دیکر فیصلہ کر دے۔

ناظرین کے ساتھ پانچ منٹ

عفو تقصیر۔ خواجہ کرم الدین صاحب جموں لکھتے ہیں کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں اسلئے بذریعہ الحکم میں سب صاحبان سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر کسی کو مجھ سے کوئی رنج ہو تو للہ معاف فرماویں اور میرے لئے خاتمہ بالخیر کی دعا کریں

یاد داشت۔ ۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء کا ۱۳ و ۱۴ صفحہ شائع نہیں ہوا تھا چنانچہ اسی نمبر میں اشارہ کیا گیا ہے نیز بھی بعض احباب طلب کرتے ہیں۔ اسلئے اس اطلاع کو کافی سمجھا جاوے

توسیع اشاعت الحکم۔ خدا کا شکر ہے کہ ناظرین الحکم بیدار ہو چلے ہیں اور سکینے سرمایہ بہم پہونچانے والی تحریک پر عملدرآمد شروع ہے۔ چنانچہ منشی عالم شیر صاحب سارجنٹ جو الحکم کے سچے فدائی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص فرد ہیں۔ اور الحکم کو اس سے پہلے قریباً ایک درجن خریدار دے چکے ہیں ۲۹ مارچ ۱۹۰۵ء کو پانچ اور خریدار بھیجے ہیں۔ اب اس سلسلہ میں نمبر خریداران جدید یوں ہے ۱ منشی عالم شیر صاحب (۱۸-۲۲) پانچ خریدار (۲) منشی محمد حسین صاحب مسافر نگ (۲۳) ۳ چودھری محمد حسین صاحب ظفروال (۲۴) پہلے بھی بہت سے خریدار دے چکے ہیں میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر چودھری محمد حسین منشی عالم شیر اور مولوی عبد الحکیم صاحب پورنیان جیسے عالی ہمت اور سعی کرنیوالے الحکم کے ایکسو خریدار بھی ہوں تو الحکم کی اشاعت دو تین کئی ہزار ہو جاوے حالانکہ ان مندرجہ بالا اصحاب سے بہت بڑھکر با رسوخ اور اہل ثروت ناظرین الحکم کے ہیں۔ مگر وہ توجہ نہیں کرتے۔ ۴۔ مولوی عبد الخالق صاحب مظفر نگر (۲۵)

۲۔ علاوہ بریں ۲ جدید خریدار اس ہفتہ میں اپنی درخواست پر زمرہ ناظرین الحکم میں شامل ہوئے۔ گویا اس ہفتہ کی رپورٹ یہ ہے کہ ۱۱ خریدار جدید ہوئے۔

تفسیر القرآن۔ تفسیر القرآن جلد دوم کا پہلا اور دوسرا نمبر چھپنا شروع ہو گیا ہے الحمد للہ علیٰ ذالک اسکی پسندیدگی اور عمومیت کے خطوط آ رہے ہیں اور غیر احمدی لوگوں نے بھی پسند کر کے اس کا پورا سٹ مانگا ہے۔

دو روپیہ فنڈ۔ الحکم میں ہم نے خریداران الحکم سے مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد کیلئے حضرت مخدوم الملتہ مولوی عبد الکریم صاحب کی دوسری اپیل پر دو دو روپیہ فی خریدار مانگا تھا خوشی کی بات ہے کہ اکثر احباب نے اس نیک کام میں شمولیت کا فخر حاصل کیا ہے۔

افضل مرحوم کی تعزیت۔ اکثر احباب نے مرحوم افضل کی تعزیت کے خطوط میرے پاس بھیجے ہیں جزاہ اللہ

شرف ہندوستان

(از پروفیسر اقبال)

چشتی نے جس زمین پر پیغام حق سنایا
نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
تاتاریوں نے جس کو اپنا وطن بنایا
جس نے حجازیوں سے دشت عرب چھڑایا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

یونانیوں کو جس نے حیران کر دیا تھا
سارے جہاں کو جس نے علم و ہنر دیا تھا
مٹی کو جسکی حق نے زر کا اثر دیا تھا
ترکوں کا جس نے دامن ہیروں سے بھر دیا تھا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

ٹوٹے تھے جو ستارے فارس[1] کے آسمان سے
پھر تاب دیکے جسنے چمکائے کہکشاں سے
وحدت کی لے[2] سنی تھی دنیا نے جس مکان سے
میر عرب[3] کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

بندے کلیم جس کے پربت جہاں کے سینا
نوح نبی کا ٹھہرا آکر جہاں سفینا
رفعت ہے جس زمین کی بام فلک کا زینا
جنت کی زندگی ہے جسکی فضا میں جینا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

گوتم کا جو وطن ہے جاپان کا حرم ہے
عیسیٰ کے عاشقوں کا چھوٹا یروشلم[5] ہے
مدفون جس زمین میں اسلام کا حشم ہے
ہر پھول جس چمن کا فردوس ہے ارم ہے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

[1] یعنی پارسی قوم۔
[2] کرشن جی کی بانسری کیطرف اشارہ ہے۔
[3] جناب سرور کائنات کی حدیث ہے "مجھکو ہندوستان کی طرف سے ٹھنڈی ہوا آتی ہے"
[4] ہمالہ کی چوٹی اتبک نوح بن میں کہلاتی ہے۔
[5] سینٹ ٹامس (حضرت مسیح کا ایک شاگرد جو عیسائی مذہب کی تلقین کیلئے سب سے پہلے ہندوستان میں آیا) کی قبر مدراس ہندوستان میں بعض کی خیال میں حضرت مسیح علیہ السلام بھی کشمیر میں مدفون ہیں۔

احسن الجزا بعض احباب نے دینی خطوط تعزیت کی اندراج کی خواہش بھی کی ہے افسوس کہ میں ہر ایک خط درج نہیں کر سکتا

شکر گزاری سرپرستان الحکم نے کہ جن کے نام بقایا بابتہ ۱۹۰۴ء کے وی پی جاری ہوئے ہیں جنہوں نے وی پی وصول فرما کر مجھے مدد دی ہے میں انکی بر محل امداد کے لئے شکر گزار ہوں۔

رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

آمدنی ۳ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) جماعت کھاریان ضلع گجرات معرفت منشی ولیداد خان عرائض نویس صہ قربانی فنڈ
(۲) جماعت بوریالوالی ڈاکخانہ کھاریان معرفت سلطان زمیندار ۱۲ قربانی فنڈ
(۳) مولوی محمد فضل صاحب چنگوی قادیان ۴ر چندہ
(۴) حکیم فضل الدین صاحب قادیان صہ مدرسہ
(۵) جماعت لاہور معرفت حکیم محمد حسین قریشی مدرسہ
میزان ۔ پائی مدرسہ

آمدنی ۴ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متھرا عہ مدرسہ
(۲) ایضاً للعہ عید فنڈ
(۳) ایضاً للعہ قربانی فنڈ
(۴) منشی یونس بیگ صاحب پٹواری سکیٹ کوٹ ۴ر مدرسہ
(۵) منشی صفدر حسین صاحب مہتمم صیغہ تعمیرات حیدر آباد دکن قربانی فنڈ
(۶) سید محمد شاہ سکہ اوٹرن رائیڈر رسالہ ۹ ترپ نوشہرہ ۴ر مدرسہ
(۷) سید سلطان شاہ صاحب نائمکیپر ریلوے چھالا وارسنیٹ پاچہ پہاڑ صہ مدرسہ
(۸) منشی گلاب خانصاحب سب پوسٹ ماسٹر راولپنڈی عہ مدرسہ
(۹) منشی رستم علیصاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ صہ مدرسہ
(۱۰) ایضاً عید فنڈ و قربانی فنڈ
(۱۱) ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور شفاخانہ
(۱۲) منشی محمد اسمعیل صاحب ٹیلر ماسٹر ۲۳ رائفل برگیڈ کیمپ عدن مدرسہ
(۱۳) ماسٹر فقیر اللہ صاحب ٹیچر قادیان ۹ پائی عید فنڈ
(۱۴) معرفت ماسٹر ہدایت اللہ صاحب مبلغ جماعت جہلم عید الضحیٰ
(۱۵) ایضاً جماعت جہلم کھال قربانی
(۱۶) میاں احمد حسین صاحب فرید آبادی رفیق الحکیمی امرتسر عہ مدرسہ
(۱۷) میاں اللہ دتا صاحب زمیندار سکنہ میانوالی ڈاکخانہ تلہ مہاراں تحصیل عیہ مدرسہ
میزان ۔ ۱۱ ر ۳ پائی

۵ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) بابو برکت علی صاحب احمدی کلرک محکمہ انہار سرگودھا ڈویژن سرگودھا ضلع شاہپور عمہ عید فنڈ
(۲) حافظ روشن دین صاحب قادیان بابت میاں برکت علی صاحب برادر ۱۲ مدرسہ
(۳) ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام فیس مدرسہ فروری ۱۹۰۵ء
(۴) ایضاً فیس بورڈنگ نومبر ۱۹۰۴ء
(۵) ایضاً فیس بورڈنگ دسمبر ۱۹۰۴ء
(۶) میاں عبد اللہ خانصاحب سکنہ ضلع راولپنڈی ۴ر مدرسہ

(۷) میاں مسیح اللہ صاحب ملازم بورڈنگ ار مدرسہ
میزان ۔ ۵ ر ۶ پائی

۶ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) جماعت موضع بھینی معرفت مولوی سکندر علی صاحب عہ
(۲) منشی عبد العظیم پٹواری حلقہ سلاہکی ڈاکخانہ مہارا جکی ۴ر
(۳) ایضاً ۴ر مدرسہ
(۴) منشی غلام محمد صاحب محرر سنگ زین قادیان ۴ر عید فنڈ
(۵) منشی برکت علیصاحب محرر البدر قادیان ار ۶ پائی چندہ بورڈنگ
میزان ۔

۷ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) چودھری غلام سرور خانصاحب فانز نگلو ڈیرہ اسمٰعیلخان عہ چندہ
(۲) سید فرزند حسین صاحب نقشہ نویس چندہ سالانہ عیصہ مدرسہ
(۳) جماعت پشاور معرفت مولوی غلام حسن صاحب للعہ چندہ
(۴) منشی نور الدین صاحب احمدی نقشہ نویس پی ڈبلیو ڈی صہ عید فنڈ
(۵) سید غلام شاہ صاحب منصرم مونگ ڈاکخانہ کھاریاں قربانی فنڈ
(۶) حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی عید فنڈ
(۷) مولوی غلام امام صاحب باجپاس پور ساسام عید فنڈ
(۸) میاں جان محمد صاحب مدرس ایم ایل سکول سکنہ سیالکوٹ عہ مدرسہ
(۹) ایضاً عید فنڈ
(۱۰) ایضاً للعہ سکین یتامی
میزان ۔

۸ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب اسپتال اسسٹنٹ راولپنڈی شفاخانہ
(۲) منشی محمد بخش صاحب پٹواری نہر ارعیات ماسٹر کوٹ ۱۲ قیمت کھال
(۳) سید قاضی غلام حسین صاحب و مسٹر نری اسسٹنٹ صاحب شفاخانہ
(۴) جماعت احمدیہ دہلی معرفت منشی قاسم علی مہتمم خادم دہلی مدرسہ
(۵) ایضاً للعہ عید فنڈ
(۶) ایضاً کھال قربانی
(۷) ایضاً (امداد دواخانہ عید فنڈ مدرسہ)
(۸) ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور شفاخانہ
(۹) ایضاً برائے مدرسہ
(۱۰) ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور حصہ شفاخانہ
(۱۱) میاں عبد الواحد صاحب خانساماں بنارس مدرسہ
(۱۲) چوہدری بشارت علی صاحب سب پوسٹ ماسٹر لوہارو ۲ر مدرسہ
(۱۳) ڈاکٹر ستار شاہ صاحب اسپتال اسسٹنٹ عیہ امداد مدرسہ
(۱۴) مولوی غلام رسول صاحب معرفت ڈاکٹر ستار شاہ صاحب ار مدرسہ
(۱۵) مولوی محمد الدین صاحب عیہ ار مدرسہ
(۱۶) سید حسین علیشاہ صاحب عیہ ار مدرسہ
(۱۷) میاں امام الدین صاحب عیہ ار مدرسہ
(۱۸) میاں عبد اللہ احمدی نمبردار ستو کے تحصیل قصور ضلع لاہور مدرسہ
(۱۹) سید غلام حسین شاہ صاحب ڈاکٹری اسسٹنٹ ۴ر مدرسہ
میزان ۔

تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین

گذشتہ اشاعت سے آگے

مبحث دیگر - امام زین العابدین علیہ السلام که وارث امام حسین و وارث تمام شهدا و مقتولین بود گاہے اینچنین تعزیہ داری که فی الحال در مومنین ہند و شام و عراق و حجاز و ایران و عرب جاریست - بنا نہادہ است یا گرفته است ابقول مولوی صاحب امر بعزمودن مصیبت زده رام مثلاً ماتم کده مخصوص بنا نہادہ بود سال بسال آنرا سیاہ پوش میکرد قندیلہا و ہا میکرد - فانوس و شمع ہائے کافوری مے افروخت تصاویر بر دیوارہائے ماتم سرا ثبت میکرد و شمشیرہائے مے آویخت ممبر سیاہ پوش مے نہاد و کلمہائے بران ممبرے نہاد و علم از چوب خشک ساختہ بود یا ہمان علم عباس را که باخود داشت می کشید یا عمامہ و لباس ہائے حسین را که پارہ پارہ شدہ بود مے کشید - مال و اسباب اہلبیت که بتاراج رفتہ بود و باز بایشان رد کردہ بودند می کشید و بمردم نشان مے داد شالہائے سیاہ و سرخ و سبز بر علم مے بست یک تاریخ ہم بر بنا نشر مے نہاد - دلدل میکشید و درا با عراق ہائے سرخ و سبز مزین مے کرد بر قاش این دستار بقدرے و شمشیر یا و حمائل میکرد - شب و ہم علم میکشید و آن شب را شب احیار نام نہادہ بود - تمام شب علم را گردش مے داد و اصحاب و مومنین موجود زیر سایہ علم سینہ زنی میکردند زیر قدمہائے دلدل و علم گوسفندہائے ذبح میکرد - زنان و مردان جمع شدہ شالہائے علم و ممبر سیاہ را بوسہ مے دادند آخر در آن وقت شالہائے و علمہا و لباس ہائے اصلے موجود بودند سزاوار تر بود که از آنہا تبرک و تیمن جستہ شود بوسہ ہائے دادہ شود و آنہا را دیدہ گریہ کردہ شود - دستہائے حسین و شہدا با آن لباس ہائے داشتہ ارسیدہ بود خون اصلے و تیرہائے و سوراخ ہائے و جراحات شمشیر با آن لباس ہائے املا منقش و نشکار بود - مے بایست که مردمان از علم ہائے و ممبرہا حاجات خود طلب کردند و طفل ہائے خود را زیر علم و ممبر سجدہ مے انداختند - القصہ باید که بثبوت رسد که دران حین ہم زنان و مومنین از برائے مرادہائے خود بیضہ ہائے مصنوعی از ماتم سراہائے مے بردند مثلاً اینکہ امام حسین اگر مرا فرزند نرینہ عطا کنند بجائے این بیضہ بیضہ مصنوعی بیضہ ذہب و فضہ تبدیل نذر ساختہ برائے امام زین العابدین یا پیشش در سال آیندہ در ین ماتم کدہ نذر ہم آوردہ یا زنان و مردان بیک بار ایستادہ پیش ممبر و علم و شمع ہائے کافوری در دست روشن میکردند - خود امام که ماتم دار بود در مردان و حضرات مخدرہ در زنان مے نشستند روپیہ و پول بطور نذر از مردان و زنان اخذ میکردند پیش ممبر و علم ہمہ ایشان را در سجدہ می انداختند گویا شہادت پدر و برادر خود را وجہ مناسب و ذرائع حصول منفعت خود ساختہ بودند تعزیہ ہائے از چوب و کاغذ و دیگر چیزہائے می ساختند بنام ہائے روپیہ زر تبذیر صرف میکردند یکجا سے را کربلا فرض نام نہادہ ہمہ تعزیہ ہا را در انجا مدفون میکردند شاہ ہر سال کربلائے رسیلہ می رفتند و این ہمہ عملہائے و کارہائے که ذکر کردیم در انجا میکردند - اشخاص چندرا بنام سکینہ و یزید و شمر و حرملہ و حسین نام نزوے کردند - اگر گویند ظالمان نگذاشتند تا گوئیم علویان در مصر فاطمئین سلطنت داشتند در مدینہ ہم الابرائے مدتی خلافت داشتند باز چرا این عملہائے در زمانہ آئمہ اہلبیت بعمل نیا وردند باید که نشان دادہ شود باین عمل ہائے امام زمان فتوی دادہ است - باز باید که ثابت شود که در زمان امام زین العابدین در ماتم سراہائے مرد و زن جمع شدہ قید ستر و پردہ را بالائے طاق مے گذاشتند ہدایت نص بحر که ارشاد خداوندیست از میان مرتفع می شد یارانہ دوستانہ و آشنائی صدہا زنان و و قران دو سینہ و ہم درین ایام عشرہ محرم بوقوع می آمد گویا ہمہ قسم بدعات ناروا در عشرہ محرم بعمل آوردہ نیک جرمت ماہ محرم را علانیہ مے کردند ہمچنانکہ فی الحال در مومنین منکسین جاریست پس تعجب است که کدام صاحب ملت حقہ این بدعات را روا و ار باشد و اینہا را مقدمہ سنت یا مقدمہ سنت موکد قرار دہد - العیاذ باللہ من ھذا الاعتقاد - نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا - از علمار تشیع سوال داریم که آیا این تمام امورات از امام زین العابدین علیہ السلام سرزدہ اند یا امام معصوم بعمل آوردہ اند که آخر امام معصوم که قتل پدر خویش و شہید شدن دیگر اعزہ و اقارب بروئیت العین دیدہ بود و خودش ہم مصائب بسیار کشیدہ بود - سزاوار تر بود که این مستحبات را بعمل روز برگر مولانا صاحب این اصول قائم کردہ اند که مقدمہ واجب واجب و مقدمہ سنت سنت است - (یعنی گریہ کردن) لازم بود که امام معصوم این ہمہ مستحبات را بعمل آوردہ باشند تا سنت بودن افعال معلوم استمرار ثابت شود - در زمانہ زین العابدین و امام محمد باقر چوب ہم موجود بود - لباس ہم موجود بود و باز چرا شبیہ علم و دلدل و ممبر نساختند بلکہ معلوم است که دلدل اصلے حسین و شالہائے و لباس ہائے و عمامہ ہمہ موجود بود باز چرا امام معصوم از برائے شبیہ و نشان آنہا را نکشند آخر ہر کسے در مدینہ از برائے تعزیہ پیش امام مے آمد باز چرا امام لباس ہائے را از برائے تبرک و تیمن یا شبیہ با ایشان نشان نداد و در ماتم سراہائے مردم کشمیرے دیدہ شد که بروقت سوعہ گفتن دستار شخصے را برمے دارند و نشان مے دہند که مثلاً اینطور سر حسین را بر نیزہ سوار کردند گویا سوعہ قولی را از حرکت و عمل فعلے موثر و واضح تر مے کنند پس پیش امام ہم کسے آمدہ پرسیدہ باشد که یا امام حسین را چہ سان بر نیزہ کردند و امام معصوم دستار خود را بدست گرفتہ تبیین فعلے کردہ باشند - علی ہذا دلدل حسین و علم عباس را از برائے نشان کشیدہ باشد - اگر گویند آن وقت ضرورت داعی نبود - تا گوئیم این وقت ہم از برائے محبین حسین حاجت باین نقل ہائے فرضے نیست مگر از برائے کسے که بہ دروغ محبت دارد و البتہ وضع و شبیہ را این مردم جاہل خوش دارند اگر گفتہ شود این ہمہ شبیہائے سامان و ذرائع گریہ است تا گوئیم پیش امام ہم مردم جمع مے شدند از برائے گریہ چہ سامان کردہ بود ہمان سامان بعمل آرید -

اگر امام معصوم از برائے گریہ ہیچ سامان نکرد شما ہم مگذرید و تاسے بفعل امام کنید -

سوال دیگر - امام زین العابدین علیہ السلام صابر و شاکر بود یا نہ و گریہ وفات از برائے اعزہ و اقارب خود میکرد یا از خوف خدا گریہ میکرد - اگر صابر و شاکر بود باید که امام باین صفت متصف باشد پس گریہ کردن منافی صبر و شکر است و لنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال این شہادت خداوندیست که خداوند عالم صالحین امت رسول را که دم از محبت مے زنند در ابتلاہا ربیاد باید اگر امام زین العابدین از صلحار امت و دوستان خدا بود باید که باین ابتلاہا انداختہ شدہ باشد ہمچنانکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام را خداوند عالم در ذبح ولد خود اسماعیل و در ادائگی دیگر امور آزمودہ (و اذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات الخ) پس اگر بگوئید که حضرت زین العابدین را درین ابتلاہائے آزمودہ شد و صبر و شکر ورزید صحیح است و آنوقتے ثابت میشود که قبول کنیم که برائے حسین نکرد جزع و فزع بنا نکرد و نتیکائی بمردم نکرد - بلکہ در مصائب دائرہ مردانہ وار قدم استقلال فراپیش مے نہاد و حمد الٰہی بجامے آورد و اگر گریست از خوف خدا گریست نہ از برائے حسین و دیگر اعزہ و اقارب فتدبر -

اہل تشیع گویند چہل سال از برائے شہادۃ حسین گریہ کرد - (انک ھذا بہتانا عظیم) آیہ کلام مجید چہ ہدایت مے فرماید پس بقول امام زین العابدین امامے اگر در وقت مصائب زار زار گریستہ باشد چہ فرق دارد با گریہ ما این که از برائے پدر و مادر و اعزہ خویش گریہ مے کنیم و ظاہر است که امام معصوم را این آیہ و افی ہدایہ معلوم بود و می دانست که ما از دوستان خدائیم و ہر که دوست خدا باشد مطابق این ملکش در ابتلاہا انداختہ میشود و ما را باید که درین ابتلاہا صبر و شکر ورزیم تا محقق رحمت او شویم (اولئک علیھم صلوات من ربھم و رحمۃ) نہ اینکہ در مصائب خود معاذ اللہ گریہ و بکا کنیم و مومنان را امر بصبر فرمائیم - فتدبروا یا العلمار - القصہ از برائے یک عمل مسنون که آنہم بہ ثبوت نہ رسد بل ظن محض است اینقدر بدعات و قباحات و منکرات یا ثمر را در پس پشت انداختن کار اہل علم نیست - اللہم احفظنا من شرور البدعات - (باقی آیندہ)

خاکسار نذر علی از صوبے -

درخواست دعا

مندرجہ ذیل احباب دعا کی درخواست کرتے ہین

۱ - مولوی شرف الدین احمد صاحب بہاگلپوری - انکا لڑکا دیوانہ ہوگیا ہے اسکے لئے ناظرین الحکم دعا کرین -

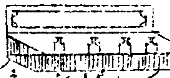
۲ - نحمدہ و نصلے علے رسولہ الکریم - بسم اللہ الرحمن الرحیم - ڈیر اڈیٹر صاحب - السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ - مفصلہ ذیل سطور کو اپنے قیمتی اخبار الحکم کے کسی کالم کے گوشہ مین جگہ دیکر مشکور فرماوین -

درخواست برائے دعا

میرا امتحان شروع ہے - لہذا نہایت مودبانہ و عاجزانہ درخواست ہے - کہ تمام احباب احمدیہ ایک روز اس عاجز کی کامیابی کے لئے للہ دعا فرماوین - والسلام - خاکسار حسن علی احمدی - خریدار اخبار الحکم نمبر ۹۶۳ سٹوڈنٹ سائیٹل سٹنٹ کلاس لاہور - احاطہ چانن مل - انارکلی ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء



[illegible]



اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفی سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چہار جوہر - ملیسی اور حکمی مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ ہر ایک بکس چہار جوہر کے چاروں شیشی کی دوائیں تازہ بہ تازہ ہوئے خون کو نہایت صاف کرکے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سر سے پیر تک ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں چار سو چار دوا کا ست اور جوہر ہر شیشی ۸ خوراک کی چار شیشیوں میں ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے۔ شیشی نمبر ۱ جوہر عشبہ وغیرہ شیشی نمبر ۲ جوہر چرائتہ وغیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ۔ چہار جوہر پینے استعمال کنندہ کو ہیضہ طاعون۔ کھانسی بخار بخش یا اسہال سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے۔ آتشک۔ سوزاک کھجلی۔ خارشت۔ داد۔ اگوت۔ پھوڑا پھنسی۔ سفید داغ۔ جذام کوڑھ۔ ناسور۔ گنٹھیا۔ بالا توڑ۔ بواسیر گنج۔ سرمندی وغیرہ کے فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے ۳۲ خوراک کی چاروں شیشیاں ایک ٹین بکس میں مقفل کرکر مع کنجی و کاغذ طریق استعمال کے خریداروں کو بھیجی جاتی ہیں قیمت فی بکس آٹھ روپیہ ۸ محصولڈاک ایک روپیہ ۱ آنہ۔ **اکسیر حیات یعنی نمک نباتات** - متعدد جڑی بوٹی اور تمام مفید دواؤں اور میووں کے ست اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے۔ اول درجہ مقوی معدہ۔ ہاضم غذا و دافع قبض و ریاح و ہچکی ہوکہ پیدا کرنیوالا اور خون صالح پیدا کرکے۔ از سر نو طاقت بخشنے والا اور کمزور دلوں کا پرانا ملال دور بخار یا ورم جگر کو بہت جلد دفع کرکے صحت و تندرستی کا ہمیشہ قائم رکھنے والا مرد اور عورت دونوں میں توالد و تناسل کا مادہ پیدا کرنیوالا ہے بے اولاد مردوں اور بانجھ عورتوں کو ایک بوتل استعمال کرکے فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہئے قیمت فی شیشی ۱۴ خوراک ایک روپیہ محصولڈاک و پیکنگ علاوہ ہزارہا آدمیوں نے کامل فائدہ حاصل کیا ہے۔ آپ بھی تجربہ کیجئے اور فائدہ اٹھائیے۔ اسے معمولی نمک نہ سمجھئے یہ نمک امراض ذیل میں حکمی فائدہ بخشتا ہے۔ دائمی قبض بدہضمی پیٹ میں درد اور نفخ ہونا کمی اشتہا یعنی بھوک کم معلوم ہونا۔ طحال یعنی تاپ تلی۔ ضعف معدہ یعنی غذا کا بخوبی ہضم نہ ہونا اور بار بار پاخانہ ہونا۔ وبائی امراض مثل ہیضہ و تخمہ پیچش اسہال۔ درد گردہ۔ درد قولنج۔ درد کمر وجع مفاصل یعنی گٹھیا۔ درد سر کھانسی۔ دمہ ضعف دماغ ضعف بصارت کمی باہ یعنی نامردی جریان یعنے دھات پتلی ہوکر بہنا۔ سوداوی امراض مثل آتشک و سوزاک۔ اور جلدی امراض مثل خارشت و داد سفید داغ اور عورتوں کے خون اجراء ماہواری۔ وباؤ گولا وغیرہ کو حکمی فائدہ بخشتا ہے۔ بچوں کو دانت نکلنے کی حالت میں نہایت ہی مفید ہے دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے طبیعت کو خوش اور بشاش رکھتا ہے۔ فکر اور تردد کو دفع کرتا ہے خاصکر معدہ اور جگر کی تمام خرابیوں کو دور کرکے اسکی اصلی قوت اور حرارت کا محافظ رہتا ہے۔ ہیضہ اور طاعون کے زمانہ میں اس کا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے۔ اگر احتیاط اور التزام کیساتھ ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کیجائے تو قریب ڈھائی سیر کے تازہ اور نیا خون اور گوشت عموماً پیدا ہو سکتا ہے۔ جس سے ہر طرح کی نئی طاقت اور قوت یقیناً پیدا ہوگی۔ یہ امر مسلم ہے کہ اکثر بیماریاں معدہ کی خرابی کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں اسلئے اس کا نام اکسیر حیات رکھا گیا ہے کیونکہ پوری ایک بوتل کے استعمال کرنیسے معدہ میں انتہا درجہ کی قوت ہاضمہ پیدا ہوتی ہے کسی ہی سستی اور کمزوری اور لاغری ہو فوراً دفع ہوکر انسان موٹا اور تازہ ہو جاتا ہے اور ایک نیا رنگ و روپ پیدا ہوتا ہے گویا از سر نو زندگانی حاصل کرتا ہے۔

طاقت پیدا کرنے کی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت - یہ دوا سر سے پیر تک ہر طرح کی نئی طاقت پیدا کرکے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے اور دل اور دماغ اور گردہ یعنی اعضاء رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے فسادات نزلہ و زکام کو قطعاً بند کرکے دل اور دماغ میں اولدرجہ کی طاقت پیدا کرتی ہے ترقی بصارت و حافظہ و ذکاوت کیلئے سریع التاثیر ہے قیمت فی بکس جسمیں ۳۰ خوراک دوا رہتی ہے پانچ روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۱۲ ۔ **گنٹھیا کی اکسیر دوا یعنی روغن اوجاع** - کیسی ہی سخت تکلیف دہ گٹھیا یا عرق النساء یا درد کمر یا درد شانہ ہو چند روز اس تیل کی مالش سے درد اور ورم اور تمام تکلیفات بالکل دفع ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۱۴ **آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنے سرمہ نور** - اصلی ممیرا اور ایک سو مفید و مقوی بصر ادویات و محلول جواہرات سے یہ سرمہ تیار کیا جاتا ہے۔ جالا۔ پھولا۔ دھند۔ غبار۔ ناخونہ۔ رتوندی۔ پڑبال۔ کھجلی پانی بہنا سرخی چشم وغیرہ کھٹک وغیرہ غرض آنکھوں کی کل بیماریاں دفع کرکے آنکھوں میں نوجوان کیطرح کی روشنی از سر نو پیدا کرتا ہے چند روز کے استعمال سے آنکھوں کی روشنی کو تمام عمر کیلئے قائم کر دیتا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۵ **دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلےٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبو دار منجن** - دانت اور آنکھ یہی دونوں ہیں زندگی کا مزہ ہے اگر انمیں کوئی خرابی آئی تو پھر زندگی کا لطف نہیں اسلئے ہر شخص پر انکی حفاظت نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ اس منجن کو آپ چند روز ملئے پھر اپنے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کو دیکھئے۔ کیسا ہی درد ہو فوراً دفع ہو جائیگا اور تمام دانت موتی کیطرح چمکنے لگیں گے۔ دانتوں کو کیڑے لگنے اور سوڑھے ورم اور درد اور بدبو سے دہن اور مسوڑھے و زبان کے نشانوں سے کو دفعیہ کیلئے یہ منجن اکسیر ہے قیمت فی بکس ۸ آنہ پیکنگ و محصولڈاک ۵ علاوہ ازیں آتشک۔ سوزاک۔ جریان۔ پیچش۔ اسہال۔ کھانسی۔ دمہ۔ بواسیر۔ رگ نشانہ۔ کھجلی خارشت۔ اختناق قلب۔ سفید داغ۔ داد۔ بہرہ پن کی دوا۔ زخم پھوڑے کیلئے مرہم اور نیز مخصوص عورتوں کیلئے ہر مرض کی دوائیں اس دواخانہ میں موجود ہیں جنکا تجربہ عرصہ دراز سے تمام ہندوستان میں نہایت کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ دو پیسہ کا ایک ڈاک ٹکٹ بھیجکر بڑی فہرست اس دواخانہ کی منگا کر ملاحظہ فرمائیے جسمیں کل دواؤں کی تفصیل حالات مع طریق استعمال و سرٹیفکیٹ وغیرہ کے درج ہیں آپ اپنا نام اور پتہ تمام ڈاکخانہ خوب صاف لکھئے اور اگر ریلوے سٹیشن قریب ہو تو اسکو بھی لکھئے۔ **ہمارا پتہ۔ یہ ہے شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل حال مقیم گنج شہر بنارس** - نوٹ۔ مندرجہ بالا دواؤں کی فروخت کیلئے ہندوستان میں ہر جگہ ایجنٹوں کی ...

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم سے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ ذکشت سے ہوگئی۔ بلحاظ قدامت اسکے ترقی دگنی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی تیار ہوتے جاتے ہیں اور خوش سلیقگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے شائقین بطور نمونہ منگا کر ملاحظہ کریں

راقم محمد عبد الاحد سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو یگانی سے بجائی ہو سکیلئے صرف ایک عمدہ ذریعہ کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارڈ آنیپر مفت بھیجا جاوے اسوقت ہماری ذیل کی دوائیں جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ اور مصفی خون ہیں اور جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید اور جنکی بابت ہمیشہ اکسیر میں قیمت جو کہ بکس عہ (نخل مراد) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی گولیاں ہیں جو کہ مشک عنبر مقویات اور دیگر ادویات سے مخلوط کرکے تیار کی گئی ہیں جو حلق سے اترنے سے ہی اپنا اثر دکھانا شروع کرتی ہیں اور رقت و جریان اور سرعت احتلام وغیرہ کو دور کرکے چست و چالاک بنا دیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر ہے ان اعضاء کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے۔ واسطے آزمائش بکس خورد بارہ خوراک ایک روپیہ بکس اوسط ۲۰ خوراک عدہ بکس کلاں جو ایک آدمی کو کافی ہوگا

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسن مالکان کارخانہ احمدیہ باب گدھ ضلع دہلی

ایک نظر ادہر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنیسے روانہ ہوگی۔ ناگر تیل۔ یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونیسے روکتا ہے۔ نزلہ آنکھوں درد سر وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ۸ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔